

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

انسان کا سب سے بڑا دشمن کون؟

تالیف

محترمہ عابدہ نسیم بنتِ ڈاکٹر عبدالماجد لاری رحمۃ اللہ علیہا

تہذیب و مراجعت

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)



إِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

انسان کا سب سے بڑا دشمن کون؟

تالیف

محترمہ عابدہ نسیم بنتِ ڈاکٹر عبدالماجد لاری علیہ رحمۃ اللہ

تہذیب و مراجعت

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

انسان کا سب سے بڑا

دشمن کون

تالیف: محترمہ عابدہ نسیم بنتِ ڈاکٹر عبدالماجد لاری رحمۃ اللہ علیہ

تہذیب و مراجعت: فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

اشاعت ــــــ جنوری 2020ء

کمپوزنگ ــــــ نادیہ قمر سلمہا اللہ

سیٹنگ ــــــ ابوسفیان عزیزی

ہندوستان میں ملنے کے پتے

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس. آر. کے. گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone# 9900446193
BANGALORE-560 041

Published By

Tawheed Publications
#43, S.R.K. Garden, BENGALURU-41
Email : tawheed_pbs@hotmail.com
khanmr1977@gmail.com
Read "Tawheed Publications" books for authentic information about ISLAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان کا سب سے بڑا

دشمن کون

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصدیر

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِہٖ وصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنِ، وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ إِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ، أَمَّا بَعْدُ:

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

حق و باطل کی آویزش ابتدائے آفرینش ہی سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور فرشتوں کو انھیں سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو سب سجدہ ریز ہو گئے، لیکن ابلیس نے نہ صرف انکار کیا اور کافروں میں سے ہو گیا، بلکہ بڑی اکڑفوں میں آکر اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے برتر ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہ ڈینگیں بھی ماریں کہ میں بنی آدم کو گمراہ کرتا رہوں گا۔ اس کے لیے اس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک مہلت مانگی۔ اللہ نے مہلت دے دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ جو تیری تابعداری کریں گے میں ان سے جہنم کو بھر دوں گا۔

ابلیس اور حضرت آدم علیہ السلام کی اس آویزش کا تذکرہ قرآنِ کریم کے متعدد مقامات پر آیا ہے جس کی تفصیلات آپ کو زیرِ نظر کتاب میں مل جائیں گی، جو الثقبہ، الخبر کی سابقہ مقیم محترمہ عابدہ نسیم رحمہا اللہ کی تالیف ہے جسے میں نے لفظ بہ لفظ پڑھا ہے اور اس میں ضروری اصلاحات اور بہ کثرت حوالہ جات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس کتاب میں شیطان کو

انسان کے سب سے بڑے دشمن کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے، تا کہ ہم اس کی اصل حقیقت کو سمجھ سکیں اور اس کے وسوسوں، فریبوں سے بچنے کی چارہ سازی کر سکیں۔

بنیادی طور پر یہ کتاب حلقہ خواتین کے لیے تالیف کی گئی ہے، لیکن اس سے مرد حضرات بھی برابر مستفید ہو سکتے ہیں، کیونکہ شیطان جتنا عورتوں کا دشمن ہے اتنا ہی مردوں کا بھی بدخواہ ہے۔ یہ کتاب سلیس و سادہ اور عام فہم انداز میں شیطان کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ اس سے قبل بھی مولفہ محترمہ کی ایک کتاب ''عام مسلمانوں کے لیے ضروری اسباق'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے جس میں بالعموم اچھے ''اسباق'' ہیں، تاہم اس کا آخری سبق محلِ نظر ہے، امید ہے کہ آیندہ اڈیشن میں اس کی اصلاح پر توجہ دی جائے گی۔[1]

اس کتاب کی کمپوزنگ ہماری دخترِ عزیز نادیہ قمر نے کی ہے۔فَجَزَاهَا اَللّٰهُ خَيْراً فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

وَالْعِصْمَةُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ، والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

ابو عدنان محمد منیر قمر

ترجمان شرعی کورٹ الخبر

و داعیہ متعاون، مراکز دعوت و ارشاد

۷/۵/۱۴۴۱ھ مطابق ۲/۱/۲۰۲۰ء الخبر، الدمام، الظہران (سعودی عرب)

[1] اس کی ضروری تہذیب و تنقیح عمل میں لائی گئی ہے اور اب اس کتاب کو ہم ''سفینۂ نجات'' (اتباعِ کتاب وسنت) کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔ نسأل الله إتمامه و قبولهٗ لوجهه الكريم.

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ، أَمَّا بَعۡدُ!

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

انسان اور شیطان کی دشمنی ابتدائے دنیا سے ہے۔ اس نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو شکار بنایا۔ ان کو جنت سے نکلوایا اور اس وقت سے لے کر آج تک وہ انسان کے خلاف برسرِ پیکار ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص اور محسن بندوں کو ہمیشہ شیطان کے شر سے بچایا ہے اور اپنے صالح بندوں کو یقین دلایا ہے کہ شیطان انتہائی مکار ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی بزدل بھی ہے۔ اس کی تمام چالیں انتہائی کمزور اور لچر ہیں، اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے صالح اور پرہیزگار بندوں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا اور اس بات کا تو خود شیطان نے بھی اعتراف کیا ہے۔ انسان کے لیے جنات اور شیاطین کی فطرت وحقیقت، ان کی خفیہ طاقت، ان کے حملوں اور فریب کاریوں کو جاننا بہت ضروری ہے، ورنہ غفلت میں انسان ان کے فریب کا شکار ہو کر ساری عمر پریشان رہے گا۔

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: تفسیر سورۃ یوسف آیت (۲۴)، تفسیر سورۃ ص آیت (۸۳)، تفسیر سورۃ الحجر آیت (۴۰)

جن اور شیاطین اس انسانی بستی میں ایک ایسی مخلوق ہیں جو ہمارے ساتھ رہتی اور بستی ہے، اور زندگی کے ہر موڑ پر ان سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔ وہ ہم سے اتنے قریب ہیں کہ ہماری رگوں میں دوڑنے والے خون کے ساتھ وہ بھی ہمارے اندر آباد ہیں۔ ہمارے نفس پر سوار، دماغوں اور خیالات میں رچے بسے، کھانوں میں شریک، بیوی بچوں میں حائل، کہیں دھوکے کی شکل میں، کہیں دشمنوں کی فوج میں، غرض اس انسانی بستی میں جہاں جہاں انسان آباد ہیں وہاں وہاں یہ بھی ساتھ ہیں۔ مسجد سے میخانہ تک اور بازار سے تختِ حکومت تک ہر جگہ یہ انسانوں کے ساتھ ساتھ ہیں۔ اس کے باوجود یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ ہم انھیں ان کی اپنی حقیقی شکل وصورت میں نہیں دیکھ پاتے، لیکن یہ شکلیں بدل کر ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔

قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ میں شیطانوں سے بچنے کی آسان تدابیر مفصل طور پر موجود ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جن اور شیاطین کا ذکر مختلف مقامات پر بار بار کیا ہے۔ میں ان آیتوں کا ذکر اس کتاب میں کر رہی ہوں۔ اس کتاب سے جن وشیاطین اور دوسری توہماتی اور جہلاء و وہم پرست پیشہ ور عاملین کی پھیلائی ہوئی بہت سی غلط فہمیوں کا پردہ بھی چاک ہوگا اور لوگ جن اور شیاطین کے بارے میں اصلی حقائق سے بھی روشناس ہوں گے۔ میری اس ناچیز کوشش کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اس کتاب کو حق و ہدایت کے غلبہ اور توہم اور خرافات کے ازالے کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ [البقرۃ: ۱۲۷]

''اے ہمارے پروردگار! ہماری محنت قبول فرما، بے شک تو خوب سننے اور

جاننے والا ہے۔''

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عابدہ نسیم (رحمها الله)
الثقبہ۔الخبر۔سعودی عرب
وبحرین ومنشی پورہ، مئو، انڈیا
۱۴۲۹/۷/۱۱ھ مطابق ۲۰۰۸/۷/۱۴ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(1) انسان کا سب سے بڑا دشمن کون؟

قرآنِ کریم میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ﴾ [البقرة: ٢٠٨]

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

﴿ السِّلۡمِ ﴾ سے مراد ''اسلام'' اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ تمام اعمال اور نیکی کی تمام شکلوں کو بجا لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو جملہ احکام اور ایمان کے تمام شعبوں پر حتی الامکان عمل کرنے کا حکم دیا ہے، شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے کی ممانعت کی ہے۔ جو شخص پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاتا ہے وہ شیطان اور اس کے نقشِ قدم سے دور ہو جاتا ہے اور جو اسلام کے کسی حکم کو چھوڑتا ہے تو وہ شیطان کے کسی حکم کا ماننے والا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنا اور اس کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنا یا حرام اور گندی چیزیں کھانا یا حرام و گندے افعال کا ارتکاب کرنا، یہ سب شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے میں شامل ہے جس سے ہمیں منع فرمایا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوۡا

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ [البقرة: ١٦٨]

''لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انھیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو، وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس اور دوسرا شیطان ہے۔ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے جب کہ آخرت کی زندگی دائمی اور ابدی ہے۔ اس لیے عقل مند انسان فانی چیز کو باقی رہنے والی چیز پر ترجیح نہیں دیتا۔ وہی انسان کامیاب ہوتا ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے، کیوں کہ جسم کے اندر ایک لوتھڑا ہے جسے دل کہتے ہیں، اگر وہ سدھر جائے تو پورا جسم سدھر جائے گا۔ دل کو کدورت اور حسد سے پاک رکھنا چاہیے، کیونکہ یہ شیطانی فعل ہے۔ شیطان سے بچنے کا سب سے بڑا راستہ یہ ہے کہ علمی اور عملی طور پر قرآن و حدیث کی پابندی کی جائے۔ قرآن و حدیث میں سیدھا راستہ دکھایا گیا ہے اور شیطان کی کوشش یہ ہے کہ وہ ہمیں اس راستے سے دور کر دے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ [الأنعام: ١٥٣]

''نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس راستے سے ہٹا کر تمھیں پراگندہ کر دیں گے، یہ ہے وہ ہدایت جو تمھارے رب نے تمھیں کی ہے شاید کہ تم کج روی سے بچو۔''

نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی وضاحت و تشریح اس طرح کی کہ اپنے ہاتھ سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے۔'' پھر دائیں اور بائیں

دو دو لکیریں کھینچیں اور فرمایا: ''یہ (گمراہی کے) راستے ہیں، ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان بیٹھا ہوا لوگوں کو اس راستے کی طرف بلا رہا ہے۔'' اور اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ عقائد، اعمال، اقوال، عبادات اور تشریعات کی پیروی کرنے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے گریز کرنے سے بندہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے، کیونکہ جو دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہتا ہے، اس دل پر شیطان پھونک مارتا ہے۔ جتنا وہ پھونک مارتا ہے انسان اتنا ہی سرکش ہو جاتا ہے۔ شیطان تمام خرابیوں اور پریشانیوں کا سرچشمہ ہے، وہی دنیوی و اخروی بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ لوگوں کو کفر اور گناہ کی دعوت دیتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔ اس کے لیے اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت بھی لے رکھی ہے۔

(2) قرآنی تنبیہات

قرآن نے ہمیں بارہا آگاہ کیا ہے کہ شیطان کا فتنہ بہت سنگین ہے، اسے گمراہ کرنے میں بڑی مہارت حاصل ہے، اس کی تمام تر خواہش لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیشتر مقامات پہ شیاطین کے کھلا دشمن ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ ﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ ﴾ [الأعراف: ٢٧]

''اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تمھیں فتنے میں نہ ڈال دے۔''

❁ ﴿ إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ لَكُمۡ عَدُوّٞ فَٱتَّخِذُوهُ عَدُوًّاۚ ﴾ [الفاطر: ٦]

''بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔''

۞ ﴿وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾
[النساء: ١١٩]

''اور جو کوئی شیطان کو اللہ کے سوا دوست بنائے تو یقیناً اس نے خسارہ اٹھایا، واضح خسارہ۔''

۞ ﴿رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ [الحجر: ٣٦۔٤٠]

''اے میرے رب! پھر مجھے اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا تو بے شک تو مہلت دیے گئے لوگوں سے ہے۔ ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔ اس نے کہا: اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ہی ان کے لیے زمین میں مزین کروں گا اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔''

۞ ﴿وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا﴾ [بني إسرائيل: ٥٣]

''اور میرے بندوں سے کہہ دے وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو، بے شک شیطان ان کے درمیان جھگڑا ڈالتا ہے۔ بے شک شیطان ہمیشہ سے انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

انسان اپنے ازلی دشمن کو سمجھنے میں کوتاہی سے کام لیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بارے میں بہت متنبہ کیا ہے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا

ہے۔ نبی کریم ﷺ نفس کے شر سے بھی پناہ مانگتے تھے:

« نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا »

''ہم نفس کے شر اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔''

(3) انسان اور شیطان کی دشمنی کے اسباب اور تاریخ

انسان اور شیطان کی دشمنی کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی تاریخ اسی دن سے شروع ہو گئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بنا کر کھڑا کیا جبھی شیطان اس کے اِرد گرد چکر کاٹنے لگا۔ جب شیطان نے دیکھا کہ ڈھانچہ کھوکھلا ہے، سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جس کو اپنی ذات پر قابو نہیں۔ تبھی شیطان نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر تم کو مجھ پر تسلط حاصل ہوا تو میں تمھاری ایک نہ سنوں گا اور اگر مجھے تم پر غلبہ ہوا تو تم کو تباہ کر دوں گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ڈھانچے میں روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو چونکہ ابلیس آسمان کے فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا، اس لیے اس حکم کے تحت اس پر بھی سجدہ کرنا واجب تھا، مگر تکبر و احساسِ برتری میں آ کر اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اس نے کہا:

﴿ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴾ [الأعراف: ١٢، ١٣]

''میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور تو نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ فرمایا پھر اس سے اتر جا، کیوں کہ تیرے لیے یہ

نہ ہوگا کہ تو اس میں تکبر کرے۔ سو نکل جا، یقیناً تو ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔''

شیطان نے کہا:

﴿قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ﴾

[الأعراف: ١٤، ١٥]

''اس نے کہا مجھے اس دن تک مہلت دے جب یہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا بے شک تو مہلت دیے جانے والوں میں سے ہے۔''

اس نے کہا:

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ١٦-١٧]

''اس نے کہا پھر اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور ہی ان کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔ پھر میں ہر صورت ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں طرفوں سے اور ان کی بائیں طرفوں سے آؤں گا اور تو ان کے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔''

فرمایا:

﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ [الأعراف: ١٨]

''فرمایا اس سے نکل جا، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا، بے شک ان میں سے جو تیرے پیچھے چلے گا میں ضرور ہی جہنم کو تم سب سے بھروں گا۔''

﴿ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [الأعراف: ١٩]

''اور اے آدم! تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو، پس دونوں کھاؤ جہاں سے چاہو اور اس درخت کے قریب مت جاؤ کہ دونوں ظالموں سے ہو جاؤ گے۔''

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴾ [الأعراف: ٢٠، ٢١]

''پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسہ ڈالا، تاکہ ان کے لیے ظاہر کر دے جو کچھ ان کی شرم گاہوں میں سے ان سے چھپایا گیا تھا اور اس نے کہا تم دونوں کے رب نے تمھیں اس درخت سے منع نہیں کیا مگر اس لیے کہ کہیں تم دونوں فرشتے بن جاؤ، یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور اس نے دونوں سے قسمیں کھا کر کہا کہ بے شک میں تم دونوں کے لیے یقیناً خیر خواہوں سے ہوں۔''

﴿ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾
[الأعراف: ٢٢]

''پس اس نے دونوں کو دھوکے سے نیچے اتار لیا، پھر جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کے لیے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور دونوں جنت کے پتوں سے (لے لے کر) اپنے آپ پر چپکانے لگے اور ان

دونوں کو ان کے رب نے آواز دی کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا اور تم دونوں سے نہیں کہا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔''

پھر ان دونوں نے ان الفاظ میں دعا مانگی اور توبہ کی:

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ [الأعراف: ٢٣]

''دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم ضرور خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔''

﴿ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿24﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴾ [الأعراف: ٢٤، ٢٥]

''فرمایا اتر جاؤ تمھارا بعض بعض کا دشمن ہے اور تمھارے لیے زمین میں ایک وقت تک ایک ٹھکانا اور کچھ (زندگی) کا سامان ہے۔ فرمایا تم اسی میں زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔''

آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ ﴾

[الأعراف: ٢٧]

''اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تمھیں فتنے میں نہ ڈال دے، جس طرح اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا۔''

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو تکبر کی وجہ سے خلدِ بریں سے بے دخل کیا اور شیطان

نے بھی اللہ تعالیٰ سے وعدہ لیا کہ وہ اسے قیامت تک زندہ رکھے۔ شیطان کی دشمنی ہمیشہ سے ہے اور قیامت تک رہے گی۔ وہ جانتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وجہ سے اسے لعنت، پھٹکارا اور جنت سے بے دخلی کا داغ اٹھانا پڑا، اس لیے وہ ضرور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے انتقام لے گا۔

(4) جن، انسان اور شیطان

جنات کیا ہیں؟

انسانوں اور فرشتوں کے علاوہ جنات ایک تیسری مخلوق کا نام ہے۔ انسانوں اور جنات میں ایک مشترکہ بات یہ ہے کہ دونوں سوجھ بوجھ کی اہلیت رکھتے ہیں۔ دونوں میں اچھے برے راستے کو منتخب کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ جنات انسانوں سے چند چیزوں میں مختلف ہیں، ان میں سے سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جن کی حقیقت انسان سے مختلف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن میں خبر دی کہ جنات آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿26﴾ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُومِ ﴾ [الحجر: ٢٦، ٢٧]

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کیا، جو بدبودار، سیاہ کیچڑ تھی۔ اور جانّ (یعنی جنوں) کو اس سے پہلے لُو کی آگ سے پیدا کیا۔''

جنات کی قسمیں:

اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنوں کی تین قسمیں ہیں:

① ایک قسم وہ ہے جو ہوا میں اڑتی ہے۔

② دوسری قسم سانپ، بچھو، کتے اور بلی کی شکل میں ہوتی ہے۔

③ تیسری قسم حساب و کتاب اور جزا و سزا کی مکلّف ہے۔ وہ بھی شریعت کے مکلّف اور امر و نہی کے پابند ہیں۔ جنات بھی زندہ عقل وفہم رکھنے والی مخلوق ہے، ان میں سے کچھ گروہ نبی کریم ﷺ پر بھی ایمان لائے۔ انھوں نے قرآن کو بہت غور سے سنا اور ایمان لائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴾ [الجن:١]

''کہہ دے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا بلاشبہہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔''

شیطان اور جنات:

شیطان جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر بیان کیا ہے، اس کا تعلق جنوں کی دنیا سے ہے۔ ابلیس پہلے بہت عبادت گزار تھا جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس نے آسمان میں فرشتوں کے ساتھ سکونت اختیار کی، پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو تکبر و گھمنڈ اور حسد سے حکم کی تعمیل نہ کی، چنانچہ اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔

شیطان مخلوق ہے:

قرآن اور حدیث کا مطالعہ کرنے سے یہ پتا چلتا ہے کہ شیطان ایک ایسی مخلوق ہے جو سمجھ بوجھ کی صلاحیت رکھتی ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جس

طرح حضرت آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل بنیاد ہیں، اسی طرح شیطان بھی جنوں کی اصل بنیاد ہے۔ عربی میں شیطان، سرکش اور متکبر کو کہا جاتا ہے۔ شیطان کو شیطان اسی لیے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے رب سے سرکشی کی ہے۔ شیطان کو ''طاغوت'' بھی کہتے ہیں۔ شیطان کو طاغوت اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے حد سے تجاوز کر کے اپنے رب سے سرکشی کی ہے اور خود معبود بن بیٹھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ''ابلیس'' کے نام سے یاد کیا، عربی میں ''بَلَسٌ'' اس شخص کو کہتے ہیں جس میں کوئی خیر اور بھلائی نہ ہو۔

انسان اور جنات میں شادی بیاہ کے واقعات:

انسان اور جنات دو الگ الگ مخلوق ہیں۔ دونوں ہی شریعت کے مکلّف ہیں اور ان کی حدیں محدود ہیں۔ اللہ نے قرآنِ کریم میں واضح طور پر فرمایا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا﴾ [الأعراف: ۱۸۹]

''وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ وہ اس کی طرف (جا کر) سکون حاصل کرے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾

[الشوریٰ: ۱۱]

''(وہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمھارے لیے تمھارے نفسوں سے جوڑے بنائے۔''

اس کے باوجود جنات کے انسان پر عاشق ہو جانے کے بہت سے واقعات ملتے ہیں، بعض تو بہت عجیب وغریب بھی ہوتے ہیں۔ انسان اور جنات کے درمیان

شادی بیاہ کے واقعات بھی اکثر سننے کو ملتے ہیں۔ اکثر سننے میں آتا ہے کہ کسی عورت کو جن نے شادی کا پیغام بھیجا ہے یا اس پر عاشق ہے شادی کرنا چاہتا ہے۔

ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر ایک جید سلفی عالم اور اور علمِ شریعت میں مجتہدانہ بصیرت رکھتے ہیں، انھوں نے عربی زبان میں ''جن اور شیاطین کی دنیا'' پر قرآن اور سنت کی روشنی میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا اردو میں ترجمہ مولانا عبدالسلام سلفی نے کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''مجموع الفتاویٰ'' (۳۹/۱۹) میں لکھا ہے:

''کبھی کبھی انسان اور جنات آپس میں نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''آدمی جب اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اس کی بیوی سے مجامعت کرتا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

''اگر آدمی اپنی بیوی سے حالتِ حیض میں صحبت کرتا ہے تو شیطان اس کی بیوی سے جماع کرنے میں اس سے سبقت کر جاتا ہے۔ پھر بیوی حاملہ ہوتی ہے اور ہیجڑا بچہ پیدا کرتی ہے۔ سب ہیجڑے جنات کی اولاد ہیں، اس کو ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

قرآنی آیتوں سے بھی پتا چلتا ہے کہ انسانوں اور جنوں کو اپنے ہم جنس جوڑے سے ہی شادی کرنی چاہیے۔

جنات کے مکانات اور ملنے کے اوقات:

جنات اسی زمین پر بستے ہیں جس پر ہم لوگ رہ رہے ہیں، وہ زیادہ تر

ویرانوں، چٹیل میدانوں اور گندی جگہوں، مثلاً غسل خانہ، بیت الخلاء، کوڑا خانہ اور قبرستان میں ہوتے ہیں، اسی لیے بقول علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جن لوگوں کو جنات لگ جاتے ہیں وہ زیادہ تر شیطان کے انھیں اڈوں میں پناہ لیتے ہیں۔ شیاطین انھیں گھروں میں رات گزارتے ہیں جن میں لوگ رہا کرتے ہیں۔ انھیں بھگانے کے لیے ''بِسۡمِ اللّٰہِ'' پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، قرآن کی تلاوت خصوصاً سورت بقرہ اور بالخصوص آیۃ الکرسی اور سورت آل عمران کی تلاوت کرنا چاہیے۔

مسند احمد میں ہے:

> '' جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰہ'' کہتا ہے تو شیطان (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے کہ اس گھر میں تمھارے لیے نہ کھانا ہے نہ رات گزارنے کی جگہ۔ اگر آدمی گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت ''بِسۡمِ اللّٰہِ'' نہ کہے تو شیطان کہتا ہے کہ تمھیں کھانا اور رات گزارنے کی جگہ مل گئی۔''[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جب اندھیرا ہوتا ہے تو سارے شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں بچوں کو باہر نکلنے سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ اذان دینے سے شیطان بھاگ جاتے ہیں اور ان میں اذان کی آواز سننے کی طاقت نہیں ہوتی۔ رمضان میں شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔

جنوں میں بھیس بدلنے کی صلاحیت:

جنوں میں انسان اور حیوان کے بھیس بدلنے کی قوت و صلاحیت موجود ہے۔ وہ سانپ، بچھو، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے اور پرندوں کی شکل اختیار

[1] صحیح مسلم (٢٠١٨)، مسند أحمد (١٤٧٢٩)، أبو داود (٣٧٦٥)

کر لیتے ہیں اور کبھی انسان کا روپ بھی دھار لیتے ہیں جیسا کہ جنگ بدر کے دن شیطان مشرکین کے پاس سراقہ بن مالک کی شکل میں آیا تھا اور ان سے مدد کا وعدہ کیا، لیکن جب دونوں فوجوں کی ٹکر ہوئی اور شیطان نے فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا تو دم دبا کر بھاگ گیا۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ [الأنفال: ٤٨]

''اور جب شیطان نے ان کے لیے اعمال خوش نما بنا دیے اور کہا آج تم پر لوگوں میں سے کوئی غالب آنے والا نہیں اور یقیناً میں تمھارا حمایتی ہوں، پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو وہ اپنی ایڑیوں پر واپس پلٹا۔''

گھروں میں رہنے والے جنات:

جنات سانپ کی شکل بدل کر لوگوں کے سامنے آتے ہیں، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے گھروں میں رہنے والے جنات کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مقتول کوئی مسلمان جن ہو۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مدینہ میں جنوں کی ایک جماعت ہے جو مسلمان ہو چکی ہے۔ جو شخص ان میں سے کسی کو دیکھے، تین مرتبہ اسے نکلنے کے لیے کہے، اگر اس کے بعد نظر آئے تو اسے قتل کر دے، اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔''[1]

[1] صحيح مسلم (٢٢٣٦)، أبو داود (٥٢٥٨)

گھروں میں رہنے والے سانپ نظر آئیں تو ہم انھیں نکلنے کے لیے کہیں گے، یعنی یوں کہیں: ''تمھیں اللہ کی قسم ہے، اس گھر سے نکل جاؤ اور ہمیں اپنی شرارت سے محفوظ رکھو، ورنہ تمھیں مار دیا جائے گا۔'' اگر وہ تین مرتبہ کہنے کے بعد بھی نظر آئے تو اسے مار ڈالنا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

''جس طرح بندر اور سور بنی اسرائیل کی بگڑی ہوئی شکل ہے، سانپ بھی جنوں کی مسخ شدہ صورت ہے۔''

جاہلانہ توہم:

جنات زمانہ قدیم سے آسمانوں میں چڑھ کر وہاں کی خبروں کو چرایا کرتے تھے، تاکہ کوئی بھی واقعہ رونما ہونے سے پہلے ان کے علم میں آجائے۔ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو آسمان میں پہرے داری سخت کر دی گئی۔ آسمان کے تارے جس وجہ سے ٹوٹتے ہیں اس کی وجہ کو جان لینے سے وہ توہم ختم ہو جاتا ہے جو اہلِ جاہلیت میں مشہور تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کسی کے مرنے اور جینے سے یہ تارہ نہیں ٹوٹتا، بلکہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جب کوئی فیصلہ صادر فرماتا ہے تو حاملینِ عرش تسبیح پڑھتے ہیں، پھر اس سے نیچے کے آسمان والے فرشتے یہاں تک کہ یہ تسبیح آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر جو فرشتے حاملینِ عرش سے قریب ہوتے ہیں وہ حاملینِ عرش سے کہتے ہیں: ''تمھارے رب نے کیا کہا؟'' وہ انھیں اللہ تعالیٰ کی کہی ہوئی بات بتا دیتے ہیں۔ پھر ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں

سے اس کے متعلق پوچھتے ہیں، یہاں تک کہ یہ خبر پہلے آسمان تک پہنچ جاتی ہے اور جنات اس کو اچک کر اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ اس پر انھیں ستاروں سے مار پڑتی ہے، جو بات یہ لوگ سنتے ہیں وہ صحیح ہوتی ہے، لیکن وہ اس میں اپنی طرف سے بہت کچھ بڑھا دیتے ہیں۔''[1]

جنوں کی کمزوری:

جنوں اور شیطانوں میں جہاں طاقت کے پہلو ہیں وہیں ان میں کچھ کمزوری کے بھی پہلو ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴾ [النساء: ٧٦]

''بے شک شیطان کی چال ہمیشہ نہایت کمزور رہی ہے۔''

(5) جن شریعت کے پابند ہیں

جنوں کی تخلیق کا مقصد:

جس مقصد کے لیے انسانوں کو پیدا کیا گیا، اسی مقصد کے لیے جنوں کو بھی پیدا کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [الذاريات: ٥٦]

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

اس لیے جن بھی امر و نہی کے پابند و مکلّف ہیں۔ ان میں سے جو اطاعت

[1] صحيح مسلم (٢٢٢٩)، سنن الترمذي (٣٢٢٤)، سنن النسائي الكبرى (١١٢٧٢)، مسند أحمد (١٨٨٢)

کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو نافرمانی اور سرکشی کرے گا، اس کے لیے دوزخ ہے۔ انھیں جہنم میں عذاب ہو گا، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ﴾ [الأعراف: ٣٨]

''فرمائے گا ان جماعتوں کے ہمراہ جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں، آگ میں داخل ہو جاؤ۔''

میری یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا لیکن مومن جن جنت میں داخل ہوں گے، اس کی دلیل اللہ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴾

[الرحمٰن: ٤٦،٤٧]

''اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا، دو باغ ہیں۔ تو تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کو جھٹلاؤ گے؟''

اس آیت میں جن اور انسانوں دونوں سے خطاب ہے، کیوں کہ اس سورت رحمان کے آغاز میں دونوں سے گفتگو شروع ہوئی۔ نیز اس سے پہلے والی آیت میں اللہ نے مومن جنوں پر اس بات کا احسان جتایا ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے، اگر انھیں جنت نہ ملتی تو اللہ تعالیٰ ان پر اس کا احسان نہ جتاتا۔

حضرت محمد ﷺ نبیِ انس وجن:

مسلمانوں کی کوئی جماعت اس بات کی مخالف نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو جنوں اور انسانوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا۔ صحیحین میں حضرت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جب جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو وہ فوراً ایمان لے آئے۔''

جنوں کی یہ جماعت جس نے قرآن سنا اور ایمان لائے، اسی کا تذکرہ سورت احقاف میں اس طرح ہوا ہے:

﴿ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿29﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿30﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾ [الأحقاف: ۲۹۔۳۱]

''اور جب ہم نے جنوں کے ایک گروہ کو تیری طرف پھیرا، جو قرآن کو غور سے سنتے تھے تو جب وہ اس کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا خاموش ہو جاؤ، پھر جب وہ پورا کیا گیا تو اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر واپس لوٹے۔ انھوں نے کہا اے ہماری قوم! بے شک ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہے، وہ حق کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ، وہ تمھیں تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور تمھیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔''

یہ لوگ قرآن سن کر خود بھی ایمان لائے اور اپنی قوم میں جا کر انھیں کو بھی توحید و ایمان کی تبلیغ کی، دوزخ سے ڈرایا اور جنت کی خوشخبری دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

جنوں کے سامنے سورت رحمان کی تلاوت فرمائی تھی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''میں نے لیلۃ الجن میں جنوں کے سامنے یہ سورت [سورۃ الرحمٰن] کی تلاوت کی تو انھوں نے تم سے بہتر جواب دیا، میں جب جب یہ کہتا: ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾ تو وہ جواب دیتے:

''لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ'' [1]

''اے رب! ہم تیری کسی نعمت کا انکار نہیں کر سکتے، تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ کی جنوں سے ملاقات صرف اسی رات کو نہیں، بلکہ اس کے بعد متعدد بار ہوئی۔

نیکی و بدی کے لحاظ سے جنوں کے طبقے:

اس سلسلے میں جنوں کے کچھ طبقے ہیں، ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھیں استقامت اور عملِ صالح میں درجہ کمال حاصل ہے، کچھ اس سے کم درجہ کے ہیں، کچھ بالکل سادہ لوح ہیں، کچھ کفار ہیں بلکہ اکثریت کفار ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جنوں کی زبانی بتاتا ہے جنھوں نے قرآن سنا تھا:

﴿وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا﴾

[الجن: ١١]

''اور یہ کہ ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور ہم میں کچھ اس کے علاوہ ہیں، ہم مختلف گروہ چلے آئے ہیں۔''

یعنی ان میں کچھ کامل درجہ کے نیک ہیں اور کچھ ان سے کم نیک، ان میں اسی

[1] اس کو حاکم، ابن جریر اورالبانی نے صحیح وحسن والی کہا ہے۔ صحیح الجامع الصغیر (٥١٣٨)، صحیح سنن الترمذي (٣٢٩١)، شعب الإیمان بیهقي (٤٤١٧)

طرح مختلف فرقے ہیں جس طرح انسانوں میں۔ اللہ تعالیٰ جنوں کے متعلق انہی کے الفاظ میں فرماتے ہیں:

﴿وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿14﴾ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ [الجن: ١٤، ١٥]

''اور یہ کہ بے شک ہم میں سے کچھ فرماں بردار ہیں اور ہم میں سے کچھ ظالم ہیں، پھر جو فرماں بردار ہو گیا تو وہی ہیں جنھوں نے سیدھے راستے کا قصد کیا۔ اور جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔''

یعنی ان میں سے کچھ لوگ مسلمان ہیں، جن لوگوں نے اطاعت کی انھوں نے اپنے عمل سے راہِ ہدایت اختیار کی اور جنھوں نے کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا آتشِ جہنم کا ایندھن بنے۔

(6) جن اور شیطان کے کمزور پہلو

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شیطان کے جن کمزور پہلوؤں سے ہمیں روشناس کرایا ہے ان کا یہاں مختصر سا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں:

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اتنی طاقت نہیں دی کہ وہ لوگوں کو گمراہی اور کفر پر مجبور کر سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا﴾

[بني إسرائيل: ٦٥]

''بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں اور تیرا رب کافی کارساز ہے۔''

﴿ إِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ ﴾ [الحجر: ٤٢]

''بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے پاس ایسا کوئی راستہ نہیں جس سے وہ نیک بندوں پر مسلط ہو سکے نہ حجت کا نہ طاقت کا، شیطان اس حقیقت کو خوب سمجھتا ہے۔

﴿ إِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴾

[النحل: ١٠٠]

''اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر شیطان کو اس وقت تک مسلط نہیں کرتا جب تک بندہ خود شیطان کی اطاعت کر کے اللہ تعالیٰ کو اس کا موقع نہ دے دے۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ شیطان کو اپنے بندے پر غلبہ وقوت دے دیتا ہے۔

اللہ کے کچھ بندوں سے شیطان بھاگتا ہے:

جب بندہ اسلام کا سختی سے پابند ہو جائے، ایمان اس کی رگ رگ میں پیوست ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں رہنے لگے تو شیطان بھی اس سے خوف کھاتا اور بھاگتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

''اے عمر! شیطان تم سے خوف کھاتا ہے۔''[1]

یہ چیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں، جس شخص کا بھی ایمان مضبوط ہو گا وہ اپنے شیطان کو زیر کر سکتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

[1] صحيح البخاري (٦٠٨٥)

''جس طرح کوئی آدمی سفر میں اپنے اونٹ کو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر قابو میں کر لیتا ہے، اسی طرح مومن بندہ اپنے شیطان کو قابو میں رکھتا ہے۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے ہر شخص کے ساتھ جنوں اور فرشتوں میں سے ایک ایک ساتھی مقرر کر دیا گیا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس کے خلاف مدد کی ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے۔''[1]

جن معجزات پیش کرنے سے قاصر ہیں:

انبیا علیہم السلام نے اپنی نبوت و رسالت کی صداقت کے ثبوت میں جو معجزات پیش کیے تھے جنات اس طرح کے معجزات پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو قرآن کے بارے میں چیلنج دیا ہے:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾

[بني إسرائيل: ٨٨]

''کہہ دیں کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لاسکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔''

جنات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اختیار نہیں کر سکتے:

جنات اور شیاطین خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں نہیں آسکتے۔

---

[1] صحيح الترمذي (١١٧٢)، مسند أحمد (٢٣٢٣، ١٤٣٢٤)

سنن ترمذی میں صحیح سند سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس نے مجھے دیکھا وہ میں ہی ہوں، شیطان میری شکل میں نہیں آ سکتا۔''[1]

بخاری اور مسلم میں یہی حدیث ان لفظوں میں ہے:

''جس نے مجھے دیکھا اس نے صحیح مجھے ہی دیکھا، اس لیے کہ شیطان میرا روپ نہیں دھار سکتا۔''[2]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی حقیقی شکل اختیار نہیں کر سکتا، البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کی شکل میں آئے اور یہ کہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

جس دروازے کو بسم اللہ کہہ کر بند کیا گیا ہو اس کو جنات نہیں کھول سکتے:

یہ بات نبی کریم ﷺ نے بتائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''دروازے بند کرو (اور بند کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لو)، شیطان ایسا دروازہ نہیں کھول سکتا جو اس طرح پر بند کر دیا گیا ہو۔''[3]

مسند احمد اور بخاری و مسلم میں ہے:

''دروازے بند کر دو، برتن ڈھانپ دو، مشکیزے بند کر دو، چراغ گل کر دو، شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اور نہ کسی ڈھکی ہوئی چیز سے پردہ اٹھا سکتا ہے۔''[4]

---

[1] سنن الترمذي (٣٧٢٠)، سلسلة الأحاديث الصحيحة (٥١٧/٦)

[2] صحيح البخاري (٦٩٩٤)، صحيح مسلم (٢٢٦٤)

[3] صحيح البخاري (٥٦٢٣)، صحيح مسلم (٢٠١٢)، صحيح الجامع الصغير (٧٦٤)

[4] مسند أحمد (١٥٢٥٦)، صحيح البخاري (٣٣٠٤)، صحيح مسلم (٢٠١٢)

(7) شیطان کے اغراض و مقاصد

شیطان کا مزاج:

اللہ تعالیٰ نے جنوں کو ایمان اور کفر دونوں کی طاقت دی، یہی وجہ ہے کہ شیطان فرشتوں کے ساتھ عبادت کیا کرتا تھا، پھر اس نے کفر کا راستہ اختیار کر لیا۔

جب شیطان نے کافرانہ زندگی اختیار کر لی اور اس سے خوش ہو گیا تو اس کے دل میں برائی کی محبت و چاہت پیدا ہو گئی اور اسے برا کام کرنے اور لوگوں کو اس کی طرف بلانے میں مزہ آنے لگا، ہر چند کہ یہ چیز اس کے لیے عذاب کی باعث ہے، پھر بھی وہ اپنی خباثتِ نفس کی وجہ سے اس کا حریص ہے۔

یہی حالت انسان کی ہے۔ جب انسان کا نفس یا مزاج بگڑ جاتا ہے تو اسے ایسا کام کرنے میں مزہ آتا ہے جس میں اس کا نقصان ہے، بلکہ اس کا اس درجہ دیوانہ ہو جاتا ہے کہ اپنا دل و دماغ، دین و اخلاق، صحت و دولت سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ شراب اور تمبا کو نوشی کرنے والوں کو دیکھیے، یہ دونوں چیزیں ان کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں، لیکن انھیں ان چیزوں سے مشکل ہی سے نجات ملتی ہے۔

بنیادی مقصد:

شیطان کا ایک ہی بنیادی و آخری مقصد ہے جس کے حصول کی خاطر وہ جدوجہد کر رہا ہے اور وہ یہ کہ انسان کو جہنم میں دھکیل دے اور جنت سے محروم کروا دے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴾ [الفاطر:٦]

''یاد رکھو! شیطان تمھارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لیے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔''

یہ شیطان کا بنیادی مقصد ہے۔ اس کے ذیلی مقاصد یہ ہیں:

① بندوں کو کفر و شرک میں مبتلا کرنا:

یہ کہ وہ بندوں کو غیر اللہ کی عبادت اور اللہ اور اس کی شریعت سے انکار کی دعوت دے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسٰنِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ ﴾ [الحشر: ١٦]

''ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں۔''

وہ لوگوں کے درمیان عداوت و دشمنی کی آگ روشن کرے گا اور ایک کو دوسرے کے خلاف بھڑکائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴾ [المائدة: ٩١]

''شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمھارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟''

شیطان ہر برے کام کا حکم دیتا ہے، چنانچہ اس کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرة: ١٦٩]

''وہ تمھیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمھیں علم نہیں ہے (کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں)۔''

مختصر یہ کہ ایسی عبادت جو اللہ کو پسند ہے وہ شیطان کو ناپسند ہے اور ہر ایسی معصیت جو رحمان کو ناپسند ہے وہ شیطان کو پسند ہے۔

۲ شیطان کا بندوں کو اللہ کی اطاعت سے روکنا:

شیطان لوگوں کو صرف کفر و معاصی کی دعوت دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ انھیں اچھے کام کرنے سے بھی روکتا ہے۔ بھلائی کے جس راستے پر بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ چلنا چاہتا ہے شیطان اس کے راستے میں ٹانگ اڑاتا اور اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ حدیث میں ہے:

''شیطان ابن آدم کی تمام راہوں میں بیٹھتا ہے۔ چنانچہ اس کے اسلام کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے: کیا تم اسلام کی خاطر اپنے باپ داداؤں کا دین چھوڑو گے؟ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ اس کی ہجرت کی راہ میں بیٹھتا اور کہتا ہے: کیا تم ہجرت کی خاطر اپنا وطن اور اپنا مال چھوڑو گے؟ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر ہجرت کے لیے چل پڑتا ہے۔ پھر وہ اس کے جہاد کے راستے میں بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: جہاد کرو گے تو اس میں نفس اور مال کی پریشانی تو ہے ہی، اگر لڑائی ہوئی اور تم مار دیے گئے تو تمھاری بیوی دوسرے سے شادی کر لے گی اور تمھارا دھن دولت بھی ٹھکانے لگ جائے گا۔ بندہ اس کی بات ٹھکرا کر جہاد کے لیے نکل جاتا ہے۔''[1]

[1] اس کو احمد، نسائی اور ابن حبان نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

③ عبادت و اطاعت میں خرابی پیدا کرنا:

اگر شیطان لوگوں کو اطاعت و فرمانبرداری سے نہ روک سکے تو وہ عبادت و اطاعت کو خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ اس کے اجر و ثواب سے لوگوں کو محروم کر دے۔ایک صحابی نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا:

''نماز خراب کرنے کے لیے شیطان میرے اور نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطان ہے جس کو ''خِنزَبُ'' کہا جاتا ہے، اگر تمھیں اس کا احساس ہو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دو۔'' صحابی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز ختم کر دی۔''[1]

جب بندہ نماز شروع کرتا ہے تو شیطان اس کے دل و دماغ پر سوار ہو کر اس کے دل میں ہزاروں خیالات ڈال کر اسے اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔

(8) رحمان کی ہر مخالفت شیطان کی اطاعت ہے

جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی بھی چیز کی پرستش کرے گا خواہ وہ لکڑی اور پتھر کے بت ہوں، سورج ہو، چاند ہو، خواہشات ہوں، یا کوئی شخصیت یا نظریہ ہو، مانے یا نہ مانے بہرحال وہ شیطان کی پرستش کرنے والا ہو گا، کیونکہ شیطان ہی کے حکم اور پسند سے اس نے یہ کام کیا ہے۔ جو لوگ فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ حقیقت میں شیطان کی پوجا کر رہے ہیں۔ شیطان ہی ہر برائی کا حکم دیتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے اور ہر کارِ خیر سے روکتا اور اس سے ڈراتا ہے۔

[1] اس کو امام مسلم نے اپنی صحیح (۲۲۰۳) میں روایت کیا۔

شیطان ہمیں مفلسی سے یہ کہہ کر ڈراتا ہے کہ اگر تم اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کروگے تو فقیر ہو جاؤ گے۔ وہ جن فحش کاموں کی ترغیب دیتا ہے اس سے ہر خبیث اور گندہ کام مراد ہے خواہ وہ بخل ہو یا زنا کاری یا کوئی دوسرا فعل۔

جسمانی اور ذہنی ایذا رسانی:

جس طرح شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو کفر و گناہ میں مبتلا کر کے گمراہ کر دے اسی طرح وہ مسلمان کو جسمانی اور ذہنی طور پر بھی پریشان کرنا چاہتا ہے۔ ذیل میں اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

شیطانی خواب:

شیطان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ انسان کو رنجیدہ اور پریشان کرنے کی غرض سے نیند کی حالت میں طرح طرح کے پریشان کن خواب دکھاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ انسان نیند کی حالت میں جو خواب دیکھتا ہے وہ تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک رحمانی، یعنی اللہ کی طرف سے۔ دوسرا شیطانی جو انسان کو رنجیدہ کرنے کے لیے شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ تیسرا نفسانی جس میں انسان اپنے آپ سے گفتگو کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ''اگر کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اس کو پسند ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، اسے چاہیے کہ اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور خواب لوگوں سے بیان کرے، لیکن اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، اسے چاہیے کہ اللہ کی پناہ مانگے اور خواب کسی سے بیان نہ کرے، کیونکہ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔''

شیطان گھروں میں آگ لگانے کا کام بھی کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بتایا

کہ شیطان نے آپ ﷺ پر حملہ کیا تھا اور آپ ﷺ کے چہرۂ اطہر پر پھینکنے کے لیے آگ کا شعلہ لے کر آیا تھا۔[1]

موت کے وقت شیطان کا انسان کو جھنجھوڑنا:

نبی کریم ﷺ موت کے وقت شیطان کے وسوسہ سے پناہ مانگتے اور کہتے تھے:

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گر کر ہلاک ہونے، عمارت میں دبنے، ڈوبنے اور جلنے سے، اور پناہ چاہتا ہوں موت کے وقت شیطان کے جھنجھوڑنے سے اور اس بات سے کہ میں تیری راہ میں پشت دکھا کر مروں اور پناہ چاہتا ہوں کہ کسی جانور کے ڈسنے سے میری موت ہو۔''[2]

پیدائش کے وقت شیطان کا بچے کو تکلیف دینا:

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

''ہر انسان کو جب اس کی ماں جنتی ہے شیطان تکلیف پہنچاتا ہے مگر مریم اور اس کا بیٹا اس سے محفوظ رہے''۔

صحیح بخاری میں ہے:

''جب کوئی انسان پیدا ہوتا ہے شیطان اس کے پہلو میں انگلی چبھوتا ہے۔ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اس سے محفوظ رہے۔ شیطان ان کو چبھونے گیا تو پردے میں چبھو دیا۔''[3]

بخاری ہی میں ہے:

[1] صحيح مسلم، صحيح ابن حبان (١٩٧٩) وقال شعيب الأرناؤوط: إسناده صحيح علىٰ شرط مسلم.

[2] اس کو نسائی اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا۔ صحیح الجامع (١٢٨٢)

[3] صحيح البخاري (٣٢٨٦)، صحيح مسلم (٢٣٦٦)

''شیطان ہر بنی آدم کو اس کی پیدائش کے وقت تکلیف دیتا ہے جس سے بچہ چیخ اٹھتا ہے مگر مریم اور اس کا بیٹا اس سے محفوظ رہے۔''[1]

مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے کو شیطان سے محفوظ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مریم علیہا السلام کی والدہ نے مریم علیہا السلام کی پیدائش کے وقت اللہ سے یہ دعا کی تھی:

﴿ وَإِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ ٱلشَّيۡطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴾ [آل عمران: ٣٦]

''میں اسے اور اس کی آیندہ نسل کو شیطان مردود کے فتنے سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

چونکہ انھوں نے سچے دل سے دعا مانگی تھی اس لیے اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور مریم و عیسیٰ علیہما السلام کو شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں اللہ نے محفوظ رکھا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا:

''کیا تم لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس کو اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے شیطان سے محفوظ رکھا ہو؟ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جس کو اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے شیطان سے محفوظ رکھا وہ عمار رضی اللہ عنہ ہیں۔''[2]

انسان کے کھانے، پانی اور گھر میں شیطان کا حصہ:

انسان کے لیے شیطان کی لائی ہوئی ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ وہ اس کے کھانے پانی پر ناجائز قبضہ کر کے اس میں اپنا حصہ لگا لیتا اور اس کے گھر میں شب باشی بھی کرتا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب بندہ اپنے رب کی ہدایت کی مخالفت کرے یا

---

[1] صحيح البخاري، صحيح مسلم (٢٦٥٨)، مسند أحمد (٧٨٧٩)

[2] مسند أحمد (٢٧٥٤٩) وقال الأرناؤوط إسناده صحيح علىٰ شرط الشيخين.

اس کے ذکر سے غافل ہو جائے۔ اگر وہ اللہ کی دی ہوئی ہدایت پر کاربند ہو اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو تو شیطان کی کیا مجال کہ ہمارے مال اور گھر میں حصے دار ہو جائے۔ شیطان ہمارا کھانا اسی وقت حلال سمجھتا ہے جب کوئی اسے بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا شروع کر دے۔ اگر اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو وہ شیطان کے لیے حرام ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شیطان سے اپنے مال کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازہ بند کیا جائے اور برتنوں پر کوئی چیز رکھ کر انھیں ڈھانپ دیا جائے، اس سے چیزیں شیطان کی دستبرد سے محفوظ رہیں گی۔''

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''اللہ کا نام لے کر دروازہ بند کرو، شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا، مشکیزے کا منہ بند کرو اور اس پر اللہ کا نام لو، اور چراغ بجھا دو۔''[1]

شیطان انسان کے ساتھ اس وقت بھی کھاتا اور پیتا ہے جب وہ بائیں ہاتھ سے کھائے پیے۔ اسی طرح کھڑے ہو کر پینے کے وقت بھی۔ مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پیتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''قے کرو!'' اس نے کہا: کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ بلی تمھارے ساتھ پیے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري (٣٨٠٤)، صحيح مسلم (٢٠١٢)، مسند أحمد (٥٢٥٦)

''بلی سے بدتر چیز شیطان نے تمھارے ساتھ پیا ہے۔''[1]

سالارِ جنگ:

نسلِ انسانی سے جنگ کرنے کے لیے ابلیس ہی نقشہ مرتب کرتا ہے۔ مرکز سے مختلف علاقوں میں فوجی دستے اور ٹکڑیاں روانہ کی جاتی ہیں۔ مشاورتی اجلاس منعقد ہوتے ہیں جن میں شیطان اپنی فوجوں سے ان کی کارکردگی کے بارے میں پوچھ گچھ کرتا ہے۔ جن لوگوں نے انسانوں کو خوب گمراہ کیا ان کو خوب سراہتا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شیطان اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر وہاں سے لوگوں کے پاس فوجی دستے روانہ کرتا ہے۔ اس کے نزدیک سب سے معزز فوجی سب سے بڑا فتنہ گر ہوتا ہے۔ ایک فوجی آ کر کہتا ہے: ''میں فلاں کے پیچھے پڑا تھا اور اس سے ایسا ایسا کہلوا کر چھوڑا۔'' ابلیس کہتا ہے: ''میاں! تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔'' پھر دوسرا آ کر کہتا ہے: ''میں نے فلاں کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کے اہل کے درمیان پھوٹ نہ ڈال دی۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب شیطان اسے اپنے قریب کر لیتا اور کہتا ہے: شاباش! تم کام کے ہو۔''[2]

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کے پاس ایسی فوج ہے جو پیدل اور سوار ہو کر لوگوں پر حملہ آور ہوتی اور انھیں بری طرح فتنہ و فساد پر آمادہ کرتی ہے۔

شیطان کا اپنے دوستوں کے ساتھ فریب:

بہت سے لوگ شیطان سے دوستی کرتے ہیں، لیکن شیطان ان کے ساتھ

---

[1] مسند أحمد (٨٠٠٤)، السلسلة الصحيحة (٣٣٧/١)

[2] صحيح مسلم (٢٨١٣)

مکر وفریب کر کے انھیں ایسی جگہ پہنچا دیتا ہے جہاں ان کی تباہی و بربادی ہوتی ہے، پھر وہ انھیں بے سہارا چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے اور کھڑے ہو کر تماشا دیکھتا اور ان پر قہقہے لگاتا ہے۔ چنانچہ شیطان لوگوں کو قتل، چوری اور حرام کاری کی ترغیب دیتا ہے اور وہی انھیں پکڑوا کر سرِ بازار ذلیل و رسوا بھی کر دیتا ہے، جیسا کہ اس نے جنگِ بدر میں مشرکین کے ساتھ کیا کہ سراقہ بن مالک کی شکل میں ان کے پاس آیا اور ان سے مدد و غلبہ کا وعدہ کر کے کہنے لگا:

﴿ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ [الأنفال: ٤٨]

''اور (اے پیغمبر وہ وقت یاد کر) جب شیطان ان کافروں کے کاموں کو ان کی نظر میں بھلا دکھلانے لگا اور کہنے لگا: آج کے دن تو لوگوں میں ایسا کوئی نہیں جو تم پر غالب آئے اور میں تمھارے کمک پر ہوں دونوں فوجیں (مسلمانوں کی اور قریش کے کافروں کی) آمنے سامنے ہوئیں تو الٹے پاؤں چل دیا اور کہنے لگا: میں تم سے الگ ہوں میں دیکھ رہا ہوں جو تم دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔ (یہ وقت تھا) جب منافق اور جن کے دل میں (شرک کی) بیماری تھی کہنے لگے: ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکا دیا اور (اللہ ان کا جواب یوں دیتا ہے) جو کوئی اللہ پر بھروسا کرے تو اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔''

لیکن جب اللہ کے اس دشمن نے دیکھا کہ فرشتے مومنوں کی مدد کے لیے اتر

آئے ہیں تو مشرکوں کو چھوڑ کر دم دبا کر بھاگ گیا۔ شیطان نے انھیں دھوکا دے کر بے سہارا چھوڑ دیا۔ اس خبیث سے جو بھی دوستی کرے گا، دھوکا کھائے گا۔ قیامت کے دن جب شیطان اور اس کے حالی موالی اور چیلے چانٹے جہنم میں جا چکے ہوں گے، شیطان ان سے کہے گا:

﴿ اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ﴾ [إبراهيم: ٢٢]

''اس سے پہلے جو تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔''

یہاں بھی اس نے لوگوں کو تباہی کے گھاٹ پر پہنچایا اور ان سے بری ہو گیا۔

شیطان کے غلام، مومنوں کے دشمن:

لوگوں کی دو قسمیں ہیں: رحمٰن کے دوست، شیطان کے دوست۔ [1]

شیطان کے دوستوں میں تمام منکرینِ حق شامل ہیں خواہ وہ کسی بھی مذہب وملت سے تعلق رکھتے ہوں۔ شیطان اپنے دوستوں کو اس بات پر بھی آمادہ کرتا ہے کہ وہ مومنوں کو ذہنی طور پر پریشان کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ ﴾ [المجادلة: ١٠]

''کانا پھوسی تو ایک شیطانی کام ہے، اور وہ اس لیے کی جاتی ہے کہ ایمان لانے والے لوگ اس سے رنجیدہ ہوں۔''

﴿ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

[الأعراف: ٢٧]

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں: ''الفرقان بين أولياء الرحمن و أولياء الشيطان'' از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ۔ اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

''شیطانوں کو ہم نے ان لوگوں کے سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔''

﴿ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـٕهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴾ [الأنعام: ١٢١]

''شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک و اعتراضات القا کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں، لیکن اگر تم نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو یقیناً تم مشرک ہو۔''

(9) انسان کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کے ہتھکنڈے

باطل کی تزئین:

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان اسی ہتھکنڈے کو استعمال کرتا رہا ہے اور آیندہ کرتا رہے گا، وہ باطل کو حق اور حق کو باطل کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیطان کی ایک فریب کاری یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو مکر و فریب میں مبتلا کرنے کے لیے ہمیشہ اس کی عقل پر اپنا جادو جگاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بہکانے کے لیے ابلیس نے اسی ہتھکنڈے کو استعمال کیا تھا، جس درخت کو اللہ نے ان کے لیے حرام کر دیا تھا شیطان نے اس کا پھل کھانے کو اچھا بتایا اور حضرت آدم علیہ السلام سے با اصرار کہنے لگا کہ یہ ایسا شجر ہے کہ اس کا پھل کھا لو گے تو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے یا فرشتہ بن جاؤ گے، حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی بات مان لی، انجام کار انھیں جنت سے نکلنا پڑا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ﴾ [النحل: ٦٣]

''اللہ کی قسم! (اے نبی!) آپ سے پہلے بھی بہت سی قوموں میں ہم

رسول بھیج چکے ہیں (اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے) شیطان نے ان (قوموں) کے برے کرتوت انھیں خوش نما بنا کر دکھائے۔''

بخدا یہ بڑا خطرناک حربہ ہے، کیوں کہ اگر انسان کے سامنے کوئی غلط چیز مزین کر کے پیش کر دی جائے اور وہ اسے صحیح سمجھ بیٹھے تو جس چیز کو اس نے صحیح سمجھا ہے اس کے حصول کے لیے وہ پوری قوت سے کھڑا ہو جاتا ہے، خواہ اسے اس کی راہ میں اپنی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ کفر دنیا کو ترجیح دیتے اور آخرت سے تغافل برتتے ہیں۔

افراط وتفریط:

اس سلسلے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم صادر کرتا ہے تو اس کے بارے میں شیطان کی دو خواہشیں ہوتی ہیں، یا تو اس میں کمی وکوتاہی کی جائے یا زیادتی وغلو، اس کی بلا سے بندہ دونوں میں سے کوئی بھی غلطی کرے۔ شیطان انسان کے دل کے پاس آتا اور اسے سونگھتا ہے، اگر اس میں پست ہمتی، تن آسانی اور سہل پسندی کی صفت ہوتی ہے تو وہ اس دروازے سے انسان پر حملہ کرتا ہے، چنانچہ اس کی حوصلہ شکنی کر کے فرائض کی انجام دہی سے اسے روک دیتا ہے۔ اس پر تن آسانی اور آرام طلبی مسلط کر دیتا ہے، اگر انسان کے دل میں حقیقت پسندی، احتیاط اور خوشی و ولولہ ہوتا ہے اور شیطان کو اس پر اس دروازے سے حملہ کرنے کی توقع نہیں رہتی، تو وہ اسے ضرورت سے زیاہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس سے کہتا ہے: تمھارے لیے اتنا کافی نہیں، تم تو اس سے زیادہ کر سکتے ہو، تمھیں دوسروں سے زیادہ

عمل کرنا چاہیے۔ غرض یہ کہ اسے غلو، انتہا پسندی اور صراط مستقیم کی حدود سے آگے بڑھا دیتا ہے۔ انسان صراطِ مستقیم تک نہیں پہنچ پاتا اور دوسری صورت میں آگے نکل جاتا ہے۔ اکثر لوگ اس فتنہ کا شکار ہو جاتے ہیں، اس سے نجات کی صورت صرف گہرے علم، مضبوط ایمان، شیطان کی مخالفت کی طاقت اور اعتدال کی راہ اپنانے میں ہے۔ واللہ المستعان''[1]

آج نہیں تو کل:

شیطان انسان کو کام کرنے سے روکتا اور اسے سست اور آج کا کام کل کرنے کا عادی بنا دیتا ہے۔ اس کے لیے اس کے پاس مختلف طریقے اور حربے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے: ''رات لمبی ہے سویا رہ۔'' اگر آدمی بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، وضو کرتا ہے تو دوسری بھی کھل جاتی ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کی ساری گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ چست، خوش دل اور تازہ دم ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس پر خباثت اور سستی طاری رہتی ہے۔''[2]

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے:

''اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو اسے تین مرتبہ پانی سے ناک جھاڑنا چاہیے، کیونکہ شیطان ناک کے بانسہ پر رات گزارتا ہے۔''[3]

---

[1] الوابل الصیب (ص: ١٩)

[2] صحیح البخاری (١٤٢٢)، صحیح مسلم (٧٧٦)

[3] صحیح البخاری (٣٢٩٥)، صحیح مسلم (٢٣٨)

نبی کریم ﷺ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو رات کو سوتا اور سورج چڑھنے پر بیدار ہوتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایسے شخص کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔''[1]

کتنے جدوجہد کا ارادہ رکھنے والے لوگوں کو شیطان نے کل پر ٹالا، کتنے مقامِ فضیلت پر پہنچنے والوں کی اس نے حوصلہ شکنی کی اور انسان کو کاہل، ٹال مٹول کرنے والا اور امیدوں پر جینے کا عادی بنا دیتا ہے، لہٰذا عقل مند کو چاہیے کہ دور اندیشی سے کام لے اور دور اندیشی یہ ہے کہ وقت پر کام کرے، ٹال مٹول چھوڑ دے، امیدوں پر جینے سے باز آجائے، کیونکہ یہی ہر کوتاہی اور برائی کے رجحان کی جڑ ہے۔ انسان ہمیشہ سوچتا ہے کہ وہ اب برائی چھوڑ دے گا اور اچھائی کی طرف واپس ہو جائے گا لیکن یہ صرف دل کا بہلاوا ہوتا ہے۔ دنیا میں کچھ لوگ چست اور بیدار ہوتے ہیں جب موت کا فرشتہ آتا ہے تو انھیں شرمندگی نہیں ہوتی اور کچھ لوگ کاہل اور ٹال مٹول کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو موت کے وقت ندامت کے کڑوے گھونٹ پینا پڑتے ہیں۔

جھوٹا وعدہ جھوٹی امید:

شیطان لوگوں سے جھوٹے وعدے کرتا اور انہیں جھوٹی امیدیں دلاتا ہے، تا کہ ان کو گمراہی کے عمیق غار میں لے جا کر پھینک دے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴾ [النساء: ١١٩ـ١٢١]

---

[1] رواه البخاري.

''(شیطان کہتا ہے) اور انھیں راہ سے بہکاتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت بگاڑ دیں۔ سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں ڈوبے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی جگہ جہنم ہے جہاں سے چھٹکارا نہ ملے گا۔''

شیطان انسان کو جھوٹی تمناؤں میں الجھا کر، جن کا زندگی کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، ٹھوس اور نتیجہ خیز کوششوں سے روک دیتا اور اسے خوابوں کی دنیا میں جینے کا خوگر بنا دیتا ہے، انجام کار وہ کچھ نہیں پاتا۔

انسان سے اظہارِ ہمدردی:

شیطان انسان کو یہ کہہ کر معصیت کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کا ہمدرد اور خیرخواہ ہے۔ اس نے بابا آدم علیہ السلام سے بھی قسم کھا کر یہی کہا تھا کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴾ [الأعراف: ٢١]

''اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمھارا سچا خیر خواہ ہوں۔''

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ كَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسٰنِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ ﴾ [الحشر: ١٦]

''ان کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے وہ انسان سے کہتا ہے کہ کفر کر اور جب انسان کفر کر لیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں۔''

گمراہ کرنے کا تدریجی طریقہ:

شیطان لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جانے کے لیے ایک ایک قدم آگے

بڑھاتا ہے تو اس کے بعد اس سے بڑی معصیت کی طرف لے جاتا ہے، یہاں تک کہ سب سے بڑی معصیت تک پہنچا کر ہلاکت وتباہی کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ انسانوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ جب وہ گمراہ اور کج دل ہو جاتے ہیں تو ان پر شیطان مسلط کر دیا جاتا ہے اور ان کے دل بھی ٹیڑھے کر دیے جاتے ہیں۔

﴿ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ﴾ [الصف: ٥]

''پھر جب انھوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیے۔''

غفلت:

جس چیز میں انسان کی بہتری اور بھلائی ہوتی ہے شیطان اس سے انسان کو غافل کر دیتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا کہ ان کے دل میں ایسے وسوسے ڈالتا رہا کہ وہ اللہ کے حکم سے غافل ہو گئے اور شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھا لیا۔ انسان پر پوری طرح حاوی ہو جانے کے بعد شیطان اسے اللہ تعالیٰ سے کلی طور پر غافل کر دیتا ہے۔ اللہ کو یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس کا ذکر کیا جائے، کیونکہ اس سے شیطان دور رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ﴾ [الكهف: ٢٤]

''جب تم بھول جاؤ تو فوراً اپنے رب کو یاد کرو۔''

نفس پر قبضہ:

نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہے شیطان اسی دروازے سے نفس پر قبضہ کرتا ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ "إغاثة اللهفان" (١٣٢/١) میں اس موضوع پر لکھتے ہیں:

''شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے، یہاں تک کہ

اس کی ملاقات نفس سے ہوتی ہے، شیطان نفس سے معلوم کرتا ہے کہ اسے کون سی چیز محبوب ہے۔ جب اس کو نفس کی کمزوری معلوم ہو جاتی ہے تو وہ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے اس کمزوری سے مدد لیتا ہے اور انسان پر اس دروازے سے قابض ہو جاتا ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں:

''اللہ کے دشمن ابلیس نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو سونگھا تو اسے محسوس ہوا کہ دونوں کو جنت سے انسیت ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت کی ابدی نعمتوں سے بہرہ ور رہنا چاہتے ہیں۔ شیطان سمجھ گیا کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام پر تسلط حاصل کرنے کا یہی ایک دروازہ ہے، اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے، پھر اس نے کہا:

﴿وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ﴾ [الأعراف: ۲۰]

''تمھارے رب نے تمھیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمھیں ہمیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔''

شکوک وشبہات کا القا:

بندوں کو گمراہ کرنے کا ایک شیطانی ہتھکنڈا یہ ہے کہ وہ شکوک وشبہات پیدا کر کے عقیدے کو متزلزل کرنا چاہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کی طرف سے القا ہونے والے بعض شبہات سے آگاہ بھی کیا ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے:

''تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: فلاں چیز کس

نے پیدا کی؟ اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ پوچھتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو آدمی کو اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے اور وہیں رک جانا چاہیے۔''[1]

شراب، جوا، بت پرستی اور فال نکالنا:

شیطان لوگوں کو ان چاروں چیزوں پر آمادہ کرتا ہے، کیونکہ یہ چیزیں خود ہی گمراہی ہیں۔ شراب شرابی کی عقل کو کھا جاتی ہے اور جب اس کی عقل ماؤف ہو جاتی ہے تو وہ تباہ کن اور حرام چیزوں کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اللہ کی اطاعت چھوڑ دیتا ہے اور لوگوں کو پریشان کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴾ [المائدة:۹۱]

''شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمھارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟''

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ﴾ [النساء: ٤٣]

''جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔''

---

[1] متفق عليه، نیز دیکھیں: كتاب السنة لابن أبي عاصم (٦٥٠) وصححه الألباني، ومسند أحمد (٢٦٢٤٦،٢٧٥٠٦) وصححه الأرناؤوط.

جوا بھی شراب کی طرح خطرناک بیماری ہے، اگر وہ انسان کے نفس میں جڑ پکڑ لے تو اس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے، پھر اس میں وقت اور دولت کی بربادی بھی ہے، اس سے عداوت و دشمنی جنم لیتی ہے اور انسان حرام خوری کی راہ پر لگ جاتا ہے۔ شیطان مجسمے اور آستانے تعمیر کرواتا ہے، تاکہ بعد میں اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جانے لگے۔ مجسمہ اور آستانہ پرستی قدیم اور جدید ہر زمانے میں عام رہی ہے۔ شیطان ان مجسموں اور آستانوں کے پاس ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ کبھی آستانہ پرستوں سے بات بھی کرتے ہیں اور ان کو ایسی چیزیں دکھاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے۔ پھر وہ ضرورت کے وقت وہیں آتے ہیں، مصیبت میں اسی کو پکارتے ہیں، لڑائی جھگڑوں میں اسی سے مدد چاہتے ہیں، اس کے آگے نذرانے پیش کرتے ہیں، قربانی دیتے ہیں، وہاں رقص و سرود کی محفلیں جمتی ہیں اور میلے ٹھیلے لگتے ہیں۔ شیطان نے اس ہتھکنڈے کے ذریعے بے شمار لوگوں کو گمراہ کیا، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کرتے وقت کہا تھا:

﴿ وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿35﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ﴾ [إبراهيم: ٣٥، ٣٦]

''اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا، پروردگار ان بتوں نے بہتوں کو گمراہی میں ڈالا ہے۔''

مسلمانوں میں قبر پرستی کی لعنت ہمیشہ رہی ہے، وہ قبروں پر دعا کرنے اور نذر و نیاز چڑھانے جاتے ہیں۔

فال نکالنا:

مستقبل کی باتیں اللہ کا سربستہ راز اور اس کا مخفی علم ہے، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے شادی، سفر یا دوسرے کاموں کے لیے ہمارے لیے استخارہ کی نماز مشروع فرمائی، تاکہ ہم اللہ سے اپنے لیے اچھی چیز کی درخواست کریں۔ شریعت نے تیروں کے ذریعے فال نکالنے کو غلط قرار دیا ہے، کیوں کہ تیر یا دوسری چیزیں نہیں جانتیں کہ خیر اور اچھائی کس جگہ ہے؟ لہٰذا ان چیزوں سے مشورہ لینا عقل کی خرابی اور سراسر جہالت ہے۔

جادوگری:

شیطان انسان کو جادوگری کے ذریعے بھی گمراہ کرتا ہے، وہ لوگوں کو جادو سکھاتا ہے، جس میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں، اس کے ذریعے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی پیدا کی جاتی ہے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرنے کو شیطان اپنی فوج کا اہم کارنامہ سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هٰرُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۚ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرۃ: ۱۰۲]

"سلیمان نے کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیطان تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے، وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے

تھے کہ دیکھ ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں، ظاہر تھا کہ اذنِ الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع بخش نہیں، بلکہ نقصان دہ تھی اور انھیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش انھیں معلوم ہوتا۔''

نبی کریم ﷺ پر ایک یہودی کی جادوگری:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

''بنوزریق کے لبید بن اعصم نامی ایک یہودی نے نبی کریم ﷺ پر جادو کر دیا۔ ایک دن کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے کئی مرتبہ دعا کی، پھر فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ میں نے اللہ سے جس معاملے میں دعا کی تھی اس نے میری دعا کو قبول کر لیا؟ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھا اور دوسرا پائینتی۔ سرہانے والے نے پائینتی والے سے یا پائینتی والے نے سرہانے والے سے کہا: اس شخص کو کون سی بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا اس پر جادو کا اثر ہے۔ اس نے کہا: اس پر کس نے جادو کیا؟ دوسرے نے کہا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے کہا: کس چیز میں؟ دوسرے نے کہا: کنگھی کے بالوں اور کھجور کے کھوکھلے شگوفے میں۔ اس نے کہا: یہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا: ذروان کے کنویں میں۔''[1]

[1] صحیح البخاری (٦٠٦٣)، صحیح مسلم (٢١٨٩)

اس واقعہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نبی ﷺ پر جادو کے اثر سے آپ ﷺ کی نبوت و رسالت میں بھی التباس پیدا ہوا ہو، کیونکہ جادو کا اثر آپ ﷺ کے جسمِ اطہر سے تجاوز کر کے دل و دماغ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر: ۹]

''ہم نے ذکر (قرآن و حدیث) کو نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔''

(10) شیطان کی دعوت

شیطان ابن آدم کو جس چیز کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کے مندرجہ ذیل چھے مراتب ہیں:

پہلا مرحلہ: کفر و شرک اور اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے دشمنی:

جب اسے ابن آدم سے یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی آہ و کراہ بند ہو جاتی ہے اور پریشانی سے راحت مل جاتی ہے، شیطان کو سب سے پہلے انسان سے یہی چیز مطلوب ہوتی ہے۔

دوسرا مرحلہ: بدعت:

شیطان کو فسق سے زیادہ بدعت سے محبت ہے، کیوں کہ اس سے براہِ راست دین پر چوٹ پڑتی ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''شیطان کو معصیت سے زیادہ بدعت سے اس لیے محبت ہے، کیونکہ معصیت سے توبہ کر لی جاتی ہے، لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔''

جب وہ اس سے بھی عاجز رہتا ہے تو تیسرے مرحلے کا رخ کرتا ہے۔

تیسرا مرحلہ: گناہِ کبیرہ:

جس کی مختلف قسمیں ہیں، جب وہ اس سے بھی عاجز رہتا ہے تو چوتھے مرحلے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

چوتھا مرحلہ: گناہ صغیرہ:

جو اگر جمع ہو جائیں تو آدمی کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔

پانچواں مرحلہ: مباح چیزوں میں مشغول ہونا:

جن کے کرنے پر نہ ثواب ہے نہ عتاب لیکن ان میں مشغول ہونے سے ثواب کے دوسرے کام چھوٹ جاتے ہیں۔

چھٹا مرحلہ: مفضول میں مشغول:

یعنی وہ انسان کو افضل ترین عمل سے روک کر اس سے کم تر عمل میں مشغول رکھتا ہے، تاکہ وہ افضل ترین عمل کے ثواب سے محروم ہو جائے۔[1]

(11) انسان کی کمزوری

انسان میں کمزوری کے بہت سے پہلو ہیں جو حقیقت میں بیماریاں ہیں۔ شیطان ان پر گہری نظر رکھتا ہے، بلکہ انسان کے نفس تک پہنچنے کے لیے یہی بیماریاں شیطان کے لیے دروازہ ثابت ہوتی ہیں۔ چند بیماریاں یہ ہیں:

کمزوری، ناامیدی، مایوسی، اکتاہٹ، ناحق خوشی، غرور، فخر، ظلم، زیادتی، ناحق انکار، ناشکری، جلد بازی، اوچھاپن، حماقت، بخل، لالچ، حرص، لڑائی جھگڑا، شک و شبہہ، غفلت، دھوکے بازی، جھوٹا دعویٰ، گھبراہٹ، بے صبری، کنجوسی، تمرد و سرکشی، حد شکنی،

[1] از افادات: علامہ ابن القیم رحمہ اللہ

زر پرستی اور دنیا داری وغیرہ۔

اسلام نفس کی اصلاح اور اس کی بیماریوں سے نجات دلوانا چاہتا ہے اور یہ کام زبردست جدوجہد کا طالب ہے۔ خواہشات کی اتباع اور نفسِ امارہ کی پیروی بہت آسان کام ہے۔

ایک راہب کو شیطان نظر آیا تو اس نے اس سے پوچھا: انسان کی کس عادت سے تمھیں سب سے زیادہ مدد ملتی ہے؟ شیطان نے کہا: جوش سے، انسان جب جوش میں ہو تو ہم اسے اسی طرح گھماتے ہیں جس طرح کھلاڑی گیند کو۔ [1]

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ وہ کن خصلتوں کی وجہ سے انسان کو تباہ کرتا ہے؟ شیطان نے کہا ''حسد اور لالچ سے۔''

عورت اور دنیا سے محبت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتا چکے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آدمیوں کے لیے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں'' [2]

اسی لیے عورت کو پورے جسم کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور آدمیوں کو نظر نیچے رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی میں غیر محرم عورت کے ساتھ ملنے سے منع کیا اور بتایا کہ جب بھی کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملے گا دونوں کے ساتھ تیسرا شخص شیطان ہوگا۔ [3]

---

[1] تلبيس إبليس لابن الجوزي (ص: ٤٢)

[2] صحيح البخاري، مسلم، ترمذي، نسائي ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع الصغير (٥٥٩٧)

[3] مسند أحمد (١٥٦٩٦)، صحيح الترمذي (٢١٦٥)، وصححه الألباني في الأرواء (٦/٢١٥)

سنن نسائی میں ہے:

''عورت چھپائی جانے والی چیز ہے۔ اگر وہ گھر سے باہر نکلے تو شیطان اس کو اٹھ اٹھ کر دیکھتا ہے۔''[1]

دنیا پرستی ہر برائی کی جڑ ہے۔ خونریزی، عصمت دری، دوسروں کی دولت پر ڈاکا ڈالنا، تعلقات کو ختم کرنا یہ سب نتیجہ ہے دنیا کو حاصل کرنے اور چند روزہ عزت وشہرت کے لالچ کا۔

گیت اور سنگیت:

گیت اور سنگیت یہ دو ایسے ہتھکنڈے ہیں جن کے ذریعے شیطان دلوں میں بگاڑ پیدا کرتا اور نفس کو تباہ کر دیتا ہے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے دشمن کا ایک حربہ جس کے ذریعے اس نے کم علموں اور نادانوں کو فریب دیا، جاہلوں اور باطل پرستوں کے دلوں کو شکار کیا، سیٹی بجانا، تالی پیٹنا اور گانا بجانا حرام ہے، اس کے ذریعے شیطان دلوں کو قرآن سے پھیر کر فسق و فجور کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ شیطان کا قرآن، رحمان سے روکنے کے لیے دبیز پردہ ہے۔ شیطان نے باطل پرور لوگوں کو دھوکا دیا، ان کی نگاہوں میں اس کو خوش نما بنا کر پیش کیا، اور اس کے حسن و جمال کو ثابت کرنے کے لیے ان کے دلوں میں شکوک وشبہات کی وحی کی، انھوں نے شیطان کی وحی کو سر آنکھوں پر رکھا اور قرآن کی تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔''[2]

---

[1] صحيح الترمذي (١١٧٣)، ابن حبان (٥٥٩٩)، السلسلة الصحيحة (٢٦٨٨)

[2] إغاثة اللهفان (١/ ٢٤٢)

شریعت کی پابندی میں سستی:

مسلمان اپنے اسلام پر سختی سے کاربند رہے تو شیطان اس کو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ اس کے ساتھ کھلواڑ کر سکتا ہے، لیکن شریعت کے کسی معاملے میں ذرا سستی سے کام لیا تو شیطان کو موقع مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴾ [البقرة: ٢٠٨]

''اے مسلمانو! سب احکام کی فرمانبردی کیا کرو اور (بعض کو کرنے اور بعض کو چھوڑنے میں) شیطان کے پیچھے مت چلو (اس لیے کہ) وہ تمھارا صریح دشمن ہے۔''

غرض اسلام کے سب اوامر و احکام کی فرماں برداری سے ہی شیطان سے نجات مل سکتی ہے۔

شیطان کا انسان کے نفس تک پہنچنے کا راستہ وسوسہ ہے:

شیطان انسان کے دل ودماغ تک ایسے ڈھنگ سے پہنچتا ہے کہ ہم سمجھ ہی نہیں سکتے، امام ابن کثیر رحمہ اللہ ﴿ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ﴾ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

''شیطان ابن آدم کے دل پر سوار ہے، اگر وہ اللہ کے ذکر سے غافل رہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور اللہ کو یاد کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الشَّيُطَانَ يَجُرِيُ مِن بُنِ آدَمَ مَجُرَىٰ الدَّمِ »[1]

[1] صحيح البخاري، صحيح مسلم، أبوداود، سن ابن ماجه، مسند أحمد، صحيح الجامع الصغير (١٦٥٨)

''شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح گردش کر رہا ہے۔''

(12) شیطان کا بہروپ

شیاطین کبھی انسانوں کا بہروپ بھرتے ہیں، کبھی انسان سے بات کرتے ہیں، اور اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام بھی لیتے ہیں۔ کبھی شیاطین انسان کے پاس آتے ہیں تو وسوسہ اندازی کے ڈھنگ میں نہیں بلکہ کسی انسان کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ کبھی صرف آواز سنائی دیتی ہے، جسم دکھائی نہیں دیتا، کبھی عجیب وغریب روپ ہوتا ہے۔ شیطان لوگوں کے پاس آ کر کبھی یہ کہتے ہیں کہ وہ جن ہیں، کبھی جھوٹ بولتے اور کہتے ہیں کہ وہ فرشتے ہیں، کبھی اپنے آپ کو غیب داں بتاتے ہیں۔ کبھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا تعلق روحوں کی دنیا سے ہے۔ بہرحال شیاطین کچھ لوگوں سے ہمکلام ہوتے ہیں اور ان سے ان کی براہِ راست گفتگو ہوتی ہے یا انسانوں ہی میں سے کسی شخص کی زبان سے شیطان بات کرتے ہیں، اس شخص کو ''ثالث'' کہا جاتا ہے۔

کبھی شیطان بڑے بڑے کام کرتے ہیں، انسان کو اٹھا کر ہوا میں لے اڑتے ہیں، اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتے ہیں۔ کبھی وہ ان سے کوئی چیز طلب کرے تو اس کے سامنے حاضر کر دیتے ہیں، لیکن شیطان اس قسم کے کام انہی گمراہ لوگوں کے لیے کرتے ہیں جو اللہ رب السماوات والارض کے منکر اور بدعمل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ظاہر میں دین دار اور متقی نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں حد درجہ بے راہ رو اور فاسق ہوتے ہیں۔ شیطان ان لوگوں کی بعض کاموں میں مدد بھی کرتے ہیں جس طرح جادوگر اور بت پرست، سورج پرست، چاند پرست اور ستارہ پرست قومیں شیطان کی عبادت کرتی اور اس کے سامنے ذکر وتسبیح اور لباس وخوشبو

کا تحفہ پیش کرتی ہیں تو شیطان ان کی مدد اور مشکل کشائی کرتا ہے۔ یہ قومیں شیطان کو ستاروں کی روحانیت کہتی ہیں۔ [1]

شیطان کی خدمات حاصل کرنے کے لیے کفر وشرک کا نذرانہ:

یہ لوگ، جنھیں ولی ہونے کا دعویٰ ہے، ان کا کام حقیقت میں شیطان کرتے ہیں، انھیں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کفر وشرک کے ذریعے شیطان کا تقرب حاصل کرنا پڑتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''مجموع الفتاویٰ'' (۳۵/۱۹) میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ زیادہ تر اللہ کے کلام کو ناپاک چیزوں سے لکھتے ہیں، کبھی قرآنی آیتوں، مثلاً: سورۃ فاتحہ یا سورت: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ یا دوسری آیتوں کے حروف کو بدل دیتے ہیں۔ اللہ کے کلام کو خون یا دوسری ناپاک چیزوں سے بھی لکھا جاتا ہے، کبھی قرآن کے علاوہ شیطان کی دوسری پسندیدہ چیزوں کو لکھا یا پڑھا جاتا ہے۔ جب یہ لوگ شیطان کی پسندیدہ چیزوں کو لکھتے یا ان کا ورد کرتے ہیں تو وہ بعض کاموں میں ان کی مدد کرتا ہے، مثلاً کسی کنویں کا پانی گہرائی میں کر دیا، کسی کو ہوا میں اڑا کر دوسری جگہ پہنچا دیا، یا کسی کا مال چرا کر ان کو دے دیا، جو لوگ خیانت کرتے ہیں یا بسم اللہ نہیں پڑھتے شیطان ایسے لوگوں کا مال بھی چرا کر ان کو دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے کام کرتا ہے۔

(13) روحوں کو حاضر کرنا

روحوں کو حاضر کرنے کی بات کا آج ہر طرف چرچا ہے۔ اس جھوٹ کی ان

[1] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ (۴۱/۱۹)

بہت سے لوگوں نے بھی تصدیق کی جن کا شمار عقل مندوں اور عالموں میں ہوتا ہے۔ روحوں کو حاضر کرنے کا نام نہاد عمل کسی ایک طریقے سے نہیں ہوتا ہے۔ کچھ طریقے تو خالص جھوٹ کا پلندہ ہوتے ہیں جن میں عیاری، ہوشیاری اور ماہرانہ فن کاری کا عمل دخل ہوتا ہے، کچھ طریقے ایسے ہوتے ہیں جن میں جن اور شیاطین کو استعمال کیا جاتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین نے اپنی کتاب ''الروحیة الحدیثة'' (جدید روحانیت) میں ایسے لوگوں کے فریب کا پردہ چاک کرکے سارا کچا چٹھا کھول دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد نے ''خیمہ'' کے متعلق بھی بتایا کہ یہ حاضرین سے الگ قریب ہی میں ایک کمرہ ہوتا ہے، یا جس کمرے میں حاضرین بیٹھتے ہیں اس کا ایک حصہ ہوتا ہے جس کو دبیز پردے سے ڈھک دیا جاتا ہے۔ یہ الگ جگہ ثالث کے بیٹھنے کے لیے تیار کی جاتی ہے جس کے ہاتھوں نام نہاد روحیں جسمانی شکل میں نمودار ہوتی ہیں۔

روحوں کو حاضر کرنے کی جو بات کہی جا رہی ہے بالکل جھوٹ، دھوکا اور فریب ہے۔ نام نہاد روحیں حقیقت میں شیاطین ہیں جو انسان کے ساتھ کھیل اور دھوکا کر رہے ہیں۔ مردہ کی روح کو حاضر کرنا کسی کے بس کی بات نہیں، روحیں تن سے جدا ہونے کے بعد عالمِ برزخ میں پہنچ جاتی ہیں۔ پھر وہ یا تو نعمتوں میں ہوتی ہیں یا عذاب میں، انھیں ان باتوں کا کچھ پتا نہیں ہوتا جن کا روحوں کو حاضر کرنے والے دعویٰ کرتے ہیں۔ شیطان کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا اور دھوکا دینا ہے اور جو اس کا ہم خیال بن سکتا ہے، اس کو اپنا ہم خیال بنانا ہے۔ یہ جو پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ روحوں کو حاضر کرنا ممکن ہے اس کو انسان نما شیطانوں نے دین میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے اپنا آلہ کار بنا لیا ہے۔ حاضر ہونے والی روحیں جو حقیقت میں شیطان ہوتے ہیں، ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے دین و مذہب کے پرخچے اڑ کر رہ جاتے ہیں۔

کیا روحوں کو حاضر کرنا ممکن ہے؟:

ماہنامہ ''سائنٹیفک امریکن'' نے روحانی مظاہر کی صداقت کو ثابت کرنے والوں کے لیے زبردست انعام رکھا ہے، لیکن ابھی تک اسے کوئی بھی نہیں جیت سکا۔ تاہم مردہ کی روح کو حاضر کرنے کے بارے میں اسلام کا کیا موقف ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ [بني إسرائيل: ٨٥]

''اور روح کی بابت آپ سے سوال کرتے ہیں تو کہہ دیں کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمھیں تو بہت ہی تھوڑا علم ملا ہے (تم اس ادراک کی کیفیت سے بالکل عاجز ہو)۔''

اور یہ بھی بتایا کہ وہ انسان کی روح کو قبض کرتا ہے اور مرنے کے بعد روحوں کو اپنے پاس روک لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نفوس پر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ اگر وہ بدبخت کافر ہو تو فرشتے عذاب دیتے ہیں اور اگر نیک صالح ہو تو انھیں انعام سے نوازا جاتا ہے۔ موت کا فرشتہ روحوں کو کس طرح قبض کرتا ہے؟ اس کے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟ یہ سب نبی کریم ﷺ بتا چکے ہیں۔ جب روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس روک لی گئی ہوں اور ان کی نگرانی کے لیے چست و طاقتور فرشتے مقرر ہوں تو وہ وہاں سے بھاگ کر ان روحانی عالموں کے پاس کیسے آسکتی ہیں جو لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں؟

کچھ لوگ کہا کرتے ہیں کہ انھوں نے اللہ کے کسی نیک بندے، نبی یا شہید کی روح کو حاضر کیا ہے، بھلا شہدائے کرام اپنے سدا بہار باغوں کو چھوڑ کر ان کے تنگ و

تاریک کمرے میں کیوں کرآنے لگے؟

(14) جن اور علم غیب

عام طور پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ جنات غیب جانتے ہیں۔ سرکش جنات بھی اس غلط تصور کو لوگوں میں مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت اس جھوٹے دعوے کو بے نقاب کر دیا تھا جب اس نے اپنے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کی روح قبض کی (اللہ نے جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا وہ جو چاہتے ان سے کام لیتے) اور ان کے جسم کو کھڑا رہنے دیا، جنات اپنے کام میں لگے رہے، انھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی خبر نہ ہوئی، جب دابۃ الارض (دیمک) نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی لکڑی کو، جس پر وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے، کھا کر کھوکھلا کر دیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام گر پڑے، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جنوں کی غیب دانی کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ﴾ [السبأ: ١٤]

''پس جب ہم نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے (دیمک وغیرہ) نے جنوں کو سلیمان کی موت سے آگاہ کیا، وہ کیڑا سلیمان کا عصا چاٹ رہا تھا، جب (عصا کے گرنے سے) سلیمان (بھی) گرا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اگر وہ (جن) غیب جانتے تو (اس) ذلت کے عذاب (سلیمان کی قید) میں نہ رہتے۔''

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جنات کس طرح آسمان کی خبریں چوری چھپے

سنتے تھے، اور بعثتِ نبوی کے بعد کس طرح آسمان کی نگرانی میں سختی کر دی گئی، اس کے بعد سے جنات بہت کم سن گن لے سکتے ہیں۔

کاہن اور نجومی:

اس سے اس عظیم غلطی کا پتا چلتا ہے جس میں عوام الناس مبتلا ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ کچھ لوگ جیسے کاہن اور نجومی وغیرہ غیب جانتے ہیں، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جا کر ایسی باتیں پوچھتے ہیں جو ہو چکی ہیں، مثلاً چوری اور جرائم وغیرہ اور ایسی بھی باتیں پوچھتے ہیں جو ابھی نہیں ہوئی ہیں، بلکہ مستقبل میں ان کے اور ان کی اولاد کے ساتھ ہوں گی، پوچھنے اور بتانے والا دونوں خسارے میں ہیں۔ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے وہ اپنے جس نیک بندے کو چاہتا ہے بتاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿26﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ [الجن: ٢٦]

''وہ عالم الغیب ہے اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا کچھ علم دینے کے لیئے) پسند کر لیا ہو۔''

یہ عقیدہ کہ فلاں شخص غیب جانتا ہے ایک غلط اور گمراہ عقیدہ ہے جو صحیح اسلامی عقیدہ کے سراسر مخالف ہے جس میں علم غیب کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ جو لوگ غیب جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں ان سے کچھ پوچھنا تو اور بھی بڑا جرم ہے۔ ایسے لوگوں کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے، جیسا کہ مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص عراف یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی کہی ہوئی باتوں کو سچ

سمجھے اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔''[1]

ایک شبہے کا ازالہ:

کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جوتشی، کاہن اور نجومی کبھی سچ بھی بولتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیحین اور مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ کوئی بات کہتے ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس صحیح بات کو جن (آسمان سے) اچک کر لاتا ہے اور اپنے (کاہن) دوست کے کان میں چھوڑ دیتا ہے، پھر کاہن اس میں سو سے زیادہ جھوٹ کی آمیزش کرتا ہے۔''[2]

اگر وہ گزری ہوئی باتوں کے بارے میں صحیح بولتا ہے تو یہ شیطانوں کی کارکردگی ہوتی ہے۔ شیاطین کا گزری ہوئی باتوں کا جاننا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔

امت کی ذمے داری:

نجومی، کاہن اور جادوگر جس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں وہ زبردست ضلالت و گمراہی ہے، جن لوگوں کو اللہ نے اپنے دین کی سمجھ اور کتاب و سنت کا علم عطا کیا ہے ان کی ذمے داری ہے کہ وہ زبان سے اس گمراہی کی تردید کریں اور جن لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار کی باگ ڈور ہے ان کا بھی یہ فریضہ ہے کہ وہ ان غیب دانی کے دعوے دار

[1] أبو داود (٣٩٠٦)، سنن الترمذي: (١٣٥)، سنن النسائي الكبرىٰ (٩٠١٧)، مسند أحمد (٩٥٣٦)، صحيح الترغيب (٣٠٤٤، ٣٠٦٩)

[2] بحواله شرح الطحاوية للألباني (٥٠٢)، المعجم الأوسط للطبراني (١/ ٢٠٧)

کاہنوں، نجومیوں، جوتشیوں اور ہاتھ دیکھنے والوں (پامسٹوں) پر پابندی عائد کریں، اخباری اشاعت پر روک لگائیں اور سڑکوں پر تماشا دکھانے والوں کو سخت سزائیں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مذمت فرمائی کیونکہ وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے۔

سنن ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور مسند احمد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر لوگ برائی کو دیکھ کر اس کو ختم نہیں کریں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں عذاب میں مبتلا کر دے۔''[1]

(15) جن اور اڑن طشتریاں

گزشتہ دنوں اڑن طشتریوں کا مسئلہ موضوعِ بحث بنا رہا۔ چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرتا تھا کہ یہ بات سننے میں آجاتی کہ ایک شخص یا چند اشخاص نے اڑن طشتری دیکھی جو فضا میں منڈلا رہی تھی، یا زمین کے سینے پر سوار تھی، یا اس سے نکلتے ہوئے ایسی مخلوق دیکھی گئی جو انسانی شکل سے بالکل مختلف تھی، حتیٰ کہ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا رہا کہ اس مخلوق نے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ طشتری تک چلنے کے لیے کہا اور اس کی جانچ کی۔

انسان کے علاوہ دوسری عجیب وغریب مخلوقات کے وجود کے انکار کی کوئی گنجایش نہیں، کیونکہ ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں نے اس کو متواتر دیکھا ہے۔ اس مخلوق کا تعلق جنوں کی دنیا سے ہے جو ہماری اسی زمین پر سکونت پذیر ہے، جس کے متعلق ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ ان کے پاس انسانوں سے کہیں

[1] أبو داود (٤٣٣٨)، سنن الترمذي (٣٠٥٩)، سنن ابن ماجه (٤٠٠٥)، صحيح ابن حبان (١٨٣٧)، مسند أحمد، صحيح الجامع الصغير (١٩٧٤)

زیادہ صلاحیت و طاقت موجود ہے۔ انھیں ایسی رفتار ملی ہے جو آواز سے بھی بڑھ کر ہے۔ نیز انھیں روپ بدلنے کی بھی صلاحیت عطا کی گئی ہے۔ وہ مختلف شکل و صورت میں انسان کو نظر آسکتے ہیں۔

(16) شیطان سے مقابلہ کرنے کے لیے مومن کا ہتھیار

① احتیاط:

یہ مکار اور خبیث دشمن بنی آدم کی گمراہی کا بہت خواہاں ہے۔ ہم اس کے گمراہ کرنے کے مقاصد اور وسائل سے واقف ہو چکے ہیں۔ اس دشمن کے اغراض و مقاصد، وسائل و ذرائع اور گمراہ کرنے کے طریقوں سے جتنی زیادہ واقفیت ہو گی ہم اتنا ہی اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اگر انسان ان تمام باتوں سے غافل رہے گا تو اس کا دشمن اسے قید کر کے جس راستے پر چاہے گا لے جائے گا۔

② قرآن و حدیث کی پابندی:

شیطان سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا ہتھیار یہ ہے کہ علمی اور عملی طور پر قرآن و حدیث کی پابندی کی جائے۔ قرآن و حدیث میں سیدھا راستہ دکھایا گیا ہے اور شیطان کی کوشش یہ ہے کہ وہ ہمیں اس راستے سے دور کر دے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴾ [البقرة: ١٦٨]

''لوگو! زمین میں جو حلال اور پاک چیزیں ہیں انھیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستوں پر نہ چلو وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

قرآن و حدیث کی پابندی کرنے سے شیطان دور بھاگتا ہے اور اسے بہت

غصہ آتا ہے۔ صحیح مسلم، مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان وہاں سے ہٹ کر رونے لگتا ہے۔ کہتا ہے: وائے ناکامی! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے، اور مجھے سجدے کا حکم ملا تو میں نے نافرمانی کی، میرے لیے جہنم ہے۔''[1]

③ اللہ کے حضور میں پناہ مانگنا:

شیطان اور اس کی فوج سے بچنے کا بہترین راستہ یہ ہے کہ اللہ کی جناب میں رجوع ہو کر شیطان لعین سے اللہ کی پناہ مانگی جائے، کیوں کہ وہ اس پر قادر ہے۔ اگر اللہ اپنے بندوں کو پناہ دے دے تو شیطان بندوں تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ شیطان کے وسوسوں اور اس کے حاضر ہونے سے اللہ کی پناہ مانگیں! ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴾ [المؤمنون: ٩٧، ٩٨]

''اے میرے رب! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔''

﴿ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴾ سے مراد شیطانی خیالات و وساوس ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی شیطانی دشمن سے اپنی پناہ مانگنے کا حکم دیتا ہے، کیوں کہ شیطان احسان و رشوت قبول نہیں کرتا، اس کی خواہش صرف یہ ہے کہ ابن آدم ہلاک و برباد ہو جائے، کیونکہ

[1] مختصر صحیح مسلم (٣٦٩)، صحیح الجامع الصغیر (٧٢٧)

اس کو حضرت آدم علیہ السلام اور ابنِ آدم سے سخت بیر ہے۔

نبی کریم ﷺ مختلف طریقوں سے شیطان سے اللہ کی بکثرت پناہ مانگتے تھے چنانچہ نماز میں افتتاحیہ دعا کے بعد فرماتے:

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ»[1]

''میں اللہ کی، جو سننے اور جاننے والا ہے، پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسے سے، اس کی پھونک سے اور اس کے جادو سے۔''

④ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پناہ مانگنا:

آپ ﷺ جب بیت الخلاء (ٹائلٹ) میں داخل ہوتے تو نر اور مادہ ہر قسم کے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگتے، جیسا کہ صحیحین وسنن اربعہ، دارمی وبیہقی، طبرانی اوسط اور مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ والْخَبَائِثِ"[2]

''اے اللہ! ناپاک نر و مادہ شیطانوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

⑤ غصے کے وقت پناہ مانگنا:

نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمیوں میں آپس میں گالی گلوچ ہو گئی، ان میں سے ایک شخص کو اتنا غصہ آیا کہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس کی ناک شدتِ غضب سے پھٹ

---

[1] صحيح ابن حبان (١٧٨٠)، أبو داود (٧٦٤)، سنن ابن ماجه (٨٠٧)، مسند أحمد (١٦٧٨٦) وصححه الألباني في تخريج الكلم الطيب (٨٠)

[2] صحيح الجامع الصغير (٤٧١٢)

جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر وہ اس کو پڑھے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کون سا جملہ ہے اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پڑھنا چاہیے:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"[1]

''اے اللہ! میں سرکش شیطان سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

⑥ جماع کے وقت پناہ مانگنا:

نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس وقت بھی استعاذہ کی تاکید فرمائی جب آدمی اپنی بیوی سے ہم بستری کرے۔ آپ ﷺ نے یہ دعا سکھائی:

« بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا »

''اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو ہماری اولاد سے دور رکھ''۔

اگر دونوں کے ایسے ملاپ سے کوئی اولاد ہوئی تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا۔ (متفق علیه)

اگر کسی کو ساری دعا نہ یاد ہو تو کم از کم "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ لے اور آیندہ کے لیے دعا یاد کر لے۔

⑦ گدھے کے ہنہنانے کے وقت پناہ مانگنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري و مسلم، أبو داود، سنن الترمذي، مسند أحمد. صحيح الجامع الصغير (٢٤٩١)

''جب گدھا ہنہنائے تو تم سرکش شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو۔ گدھا جب رات کو ہنہناتا ہے تو شیطان کو دیکھ کر ہنہناتا ہے۔''[1]

⑧ پناہ مانگنے کی بہترین دعا:

سب سے بہترین دعا جس کے ذریعے پناہ مانگی جائے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگ ان دونوں سورتوں سے بہتر کسی بھی سورت کے ذریعے پناہ نہیں طلب کر سکتے، یعنی ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔''[2]

ایک شبہہ:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، پھر بھی محسوس ہوتا ہے کہ شیطان ہمارے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے، ہمیں برائی پر آمادہ کرتا ہے اور نماز میں ہمارے دل و دماغ کو الجھا دیتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اگر متقی پرہیزگار شخص استعاذہ کرتا ہے تو وہ شیطان کے لیے آگ ثابت ہوگا جس میں شیطان بھسم ہو کر رہ جائے گا اور اگر کمزور ایمان والا استعاذہ کرتا ہے تو اس کا دشمن پر پائیدار اور خاطر خواہ اثر نہ ہوگا۔ لہٰذا جو مسلمان شیطان اور اس کے پھندے سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اسے اپنا ایمان مضبوط بنانا چاہیے اور اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے، کیونکہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

---

[1] رواه البخاري، ومسلم، وأبو داود والترمذي. مسند أحمد، معجم كبير للطبراني، صحيح الجامع ١/ ٢٨٦)

[2] صحيح سنن النسائى (٥٤٤٥) و صححه الألباني.

(17) ذکرِ الٰہی میں مشغولیت

ذکرِ الٰہی سب سے بڑا ہتھیار ہے جو بندے کو شیطان سے نجات دلا سکتا ہے۔ اللہ کے نبی حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو پانچ چیزوں کی تاکید کی تھی، ان میں سے ایک یہ بھی تھی:

''میں تمھیں ذکرِ الٰہی کی تاکید کرتا ہوں، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تعاقب میں دشمن لگے ہوں، وہ ایک مضبوط قلعے میں آتا ہے اور اپنے آپ کو دشمنوں سے محفوظ کر لیتا ہے۔ یہی حال بندے کا ہے، وہ اپنے آپ کو ذکرِ الٰہی کے ذریعے ہی شیطان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔''

اگر ذکرِ الٰہی کی صرف یہی ایک خصوصیت ہوتی تب بھی بندہ کے لیے مناسب تھا کہ اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی نہ تھکتی، وہ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں رطب اللسان رہتا، کیونکہ وہ ذکر ہی کے ذریعے اپنے آپ کو دشمن سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ دشمن اس پر غفلت ہی کی حالت میں حملہ کرتا ہے۔

مسلمانوں کی جماعت سے وابستگی:

مسلمان کے لیے شیطان کے پھندے سے بچنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہو سکے تو وہ دیارِ اسلام میں سکونت اختیار کرے اور اپنے لیے ایسی صالح جماعت کو منتخب کرے جو حق کے معاملے میں تعاون کرنے والی، حق بات کی ترغیب دینے والی، برائیوں سے روکنے والی اور بھلائیوں کی دعوت دینے والی ہو۔ اتحاد و اتفاق میں غیر معمولی طاقت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''تم میں سے جو شخص جنت کی راحت و وسعت کا خواہش مند ہے، اسے

جماعت سے وابستہ رہنا چاہیے، شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے، دو سے دور بھاگتا ہے۔‘‘[1]

شیطانی منصوبوں کی نقاب کشائی:

مسلمانوں کو تمام شیطانی راستوں اور گمراہ کن وسائل وذرائع سے باخبر رہنا چاہیے اور انھیں لوگوں کے سامنے بے نقاب کرنا چاہیے۔ قرآنِ مجید اور نبی کریم ﷺ نے اس فریضے کو بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ چنانچہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو جس ہتھکنڈے کے ذریعے گمراہ کیا تھا، قرآن نے ہمیں اس سے آگاہ کر دیا ہے۔ شیطان کس طرح انسان کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے اور نماز وعبادت میں دل و دماغ کو الجھاتا ہے اور کس طرح یہ وہم دلاتا ہے کہ ان کا وضو فاسد ہو چکا ہے، حالانکہ وضو فاسد نہیں ہوتا ہے اور کس طرح میاں بیوی کے درمیان جدائی پیدا کرتا ہے اور کس طرح آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا اور کہتا ہے: ’’فلاں چیز کس نے پیدا کی، فلاں چیز کس نے پیدا کی، حتیٰ کہ یہ کہتا ہے کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟‘‘[2]

شیطان کی مخالفت:

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ شیطان انسان کا بظاہر ہمدرد اور خیر خواہ بن کر آتا ہے، اس لیے آدمی کو چاہیے کہ اس کی ہر بات کی مخالفت کرے اور اس سے کہے: اگر تم کسی کے ہمدرد ہوتے تو پہلے اپنے آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے، تم خود کو جہنم میں جھونک کر رب العالمین کے غضب کے مستحق ہو چکے ہو، جو اپنا خیر خواہ نہیں ہوسکتا وہ

[1] سنن النسائي الكبرىٰ (٩٢١٩) وصححه الألباني في إرواء الغليل (٦/٢١٥) وصحيح الجامع (٢٥٤٨)، معجم طبرانی أوسط (١٩٣/٧، ٢٦٩)، مسند أحمد (١٧٧)، سنن ترمذي (٢١٦٥)

[2] صحيح البخاري (٣٢٧٦)، صحيح مسلم (١٣٤)

دوسروں کا کیا خیر خواہ ہو گا۔ حارث بن قیس کہتے ہیں:

''اگر نماز کے وقت تمھارے پاس شیطان آئے اور کہے کہ تم ریا کاری کر رہے ہو تو نماز کو اور لمبی کر دو۔''[1]

شیطان کو جو بھی چیز پسند ہو، ہمیں اس کی مخالف کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

''تم میں سے کوئی شخص کھائے تو دائیں ہاتھ سے پکڑے تو دائیں ہاتھ سے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے دیتا ہے بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔''[2]

اگر ہم کھڑے ہو کر پئیں تو شیطان بھی ہمارے ساتھ پینے میں شریک رہتا ہے۔[3]

اس لیے نبی کریم ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر پینے کی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن نے ہمیں فضول خرچی سے منع کیا اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ شیطان مال کو برباد کرنا اور اس کو غیر مصرف میں خرچ کروانا چاہتا ہے۔ غیر ضروری گھریلو سامان اور فرنیچر کی زیادتی بھی فضول خرچی میں شامل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ﴾ [بني إسرائيل: ٢٧]

''فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔''

---

[1] تلبیس ابلیس (ص: ٣٨)

[2] اس کو ابن ماجہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ صحيح الترمذي (١٧٩٩)، صحيح ابن حبان (٥٣٣١)، مسند أحمد (٢٤٧/٧)، سنن النسائى الكبرىٰ (٦٧٤٥)، ابن ماجه (٣٢٦٦)، صحيح الجامع (٨١/٥)

[3] مسند أحمد (١٨٩/٢)، مسند أحمد (١٦٠/٥١) وصححه أحمد شاكر، الصحيحة (٣٣٧/٧)

وہ شیطان کے پیروکار اور اس کے حکم کے تابعدار ہیں۔ ہمیں ہر عمل میں شیطان کی مخالفت کرنی چاہیے۔ مگر آج ہم جدھر بھی نظر دوڑائیں اس کے برعکس ہی نظر آئے گا۔ لوگ چھوٹی چھوٹی سنتوں کی پیروی کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔ مثال کے طور پر کسی بھی تقریب میں چلے جائیں، نبی پاک ﷺ کی اس سنت کی کس قدر پامالی ہو رہی ہے جسے دیکھ کر شیطان بھی قہقہے لگاتا ہوگا۔ لوگ آدھا کھانا کھاتے ہیں آدھا پلیٹوں میں چھوڑ دیتے ہیں، جبکہ نبی پاک ﷺ نے پلیٹ اچھی طرح صاف کر کے کھانے اور انگلیاں تک چاٹ لینے کا حکم دیا ہے۔ ارشادِ مبارک ہے:

> ''شیطان تمھارے ہر کام میں موجود ہوتا ہے، حتی کہ کھانے کے وقت اگر لقمہ گر جائے تو اس پر لگی گندگی کو صاف کر کے اس کو کھا لینا چاہیے، شیطان کے لیے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ کھانے سے فراغت کے بعد انگلیاں چاٹ لینی چاہیے، پتا نہیں کھانے کے کس حصے میں برکت ہو۔''[1]

نبی پاک ﷺ نے زمین پر گرا ہوا لقمہ بھی اٹھا کر کھانے کے لیے حکم دیا ہے۔ آج ہم اپنا محاسبہ خود کریں کہ ہم کس طرح اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ زمین پر گرا ہوا لقمہ کھانا تو دور کی بات ہے ہم خود پلیٹ میں کھانا چھوڑ کر شیطان کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ ہدایت دے کہ ہم سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہر حکم کی تعمیل کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیں، اسی میں ہماری اصل کامیابی ہے۔

جلدی کام، شیطان کا:

شیطان کی ایک پسندیدہ چیز جلد بازی ہے، کیوں کہ اس سے انسان بہت سی

[1] صحيح مسلم (٢٠٣٣)، صحيح الترمذي (١٨٠٣)، صحيح ابن ماجه (٣٢٧٩)، مسند أحمد (١٤٠٨٩)

غلطیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

''غور وفکر رحمانی صفت اور جلد بازی شیطانی صفت ہے۔''[1]

لہٰذا ہمیں اس معاملے میں شیطان کی مخالفت کرنی چاہیے اور وہی کرنا چاہیے جو اللہ کو پسند ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

''تم میں دو صفتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہیں: بردباری اور غور وفکر۔''[2]

جماہی لینا:

شیطان کو انسان کی ایک عادت جماہی لینا بھی پسند ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے ہمیں حتی الامکان اسے روکنے کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''جمائی لینا شیطانی فعل ہے، اگر تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے حتی الامکان روکنا چاہیے، کیونکہ جب کوئی کہتا ہے: ''ہا'' تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔''[3]

کیونکہ جمائی سستی کی علامت ہے اور یہ شیطان کے لیے باعثِ مسرت ہے کہ انسان کاہل ہو جائے، کیونکہ اس سے اس کی کارکردگی اور جدوجہد میں کمی ہوگی۔

توبہ اور استغفار:

شیطان کے فریب کا مقابلہ کرنے کے لیے بندے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب شیطان اسے گمراہ کرے تو وہ فوراً اللہ کے دربار میں توبہ و استغفار کر لے۔ اللہ

[1] اس کو بیہقی نے سنن الکبریٰ (٢٠٢٧٠) اور شعب الإيمان (٤٠٥٨) میں بسند حسن روایت کیا ہے۔ صحيح الجامع (٣/٥٧، ٣٠١١)، السلسلة الصحيحة (١٧٩٥)

[2] صحيح البخاري (٨٧)، صحيح مسلم (١٧)، صحيح الجامع الصغير (٢١٣٦)

[3] صحيح البخاري (٦٢٢٦)، صحيح مسلم (٢٩٩٤)

کے نیک بندوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔ حقیقت میں جو لوگ متقی ہوتے ہیں ان کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو فوراً چوکنّے ہو جاتے ہیں۔

انسان کے دل و نگاہ پر شیطان شکوک و شبہات کے ایسے دبیز پردے ڈال دیتا ہے کہ وہ اکثر اندھا ہو جاتا ہے، اسے حق و صداقت کی راہ نظر نہیں آتی۔ یہ تو اللہ کے بندوں کا حال ہے کہ وہ فوراً اللہ کے حضور توبہ و انابت کرتے ہیں۔

شک و شبہہ کا ازالہ جس سے شیطان دلوں میں پہنچ سکتا ہے:

مشکوک جگہوں سے پرہیز کرنا چاہیے، اگر ایسا ہو بھی جائے تو لوگوں کو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کر دینا چاہیے تاکہ شیطان کو مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کا موقع نہ مل سکے۔ انسان کو ہر ایسی مکروہ چیز سے پرہیز کرنا چاہیے جس پر لوگوں کی نگاہ غلط انداز سے پڑ سکتی ہو اور مشکوک چیز سے بیزاری کا اعلان کر کے لوگوں سے محفوظ رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جن چیزوں کی تاکید کی ہے ان میں سے ہی ایک دوسروں کے ساتھ خوش گفتاری بھی ہے، تاکہ شیطان ہمارے اور ہمارے اپنے بھائیوں کے مابین گھس کر عداوت و دشمنی نہ ڈال سکے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ۚ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسٰنِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا﴾

[بني إسرائيل: ٥٣]

”اور (اے نبی!) میرے بندوں (یعنی مومن بندوں) سے کہہ دیں کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہتر ہو، دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔“

کوئی اپنے بھائی کو ایسے الفاظ والقاب سے پکارتا ہے جو اس کو ناپسند ہوتے ہیں۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ چیز شیطان کے لیے دروازہ بن جاتی ہے۔شیطان ان کے درمیان پھوٹ ڈالتا ہے اور اتحاد ومحبت کی جگہ دشمنی آجاتی ہے۔

(18) آسیب زدگی کا علاج

شیطان کبھی انسان پر سوار ہو جاتا ہے جسے ہم آسیب زدگی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہاں ہم آسیب زدگی کے اسباب اور علاج کی وضاحت کریں گے۔

آسیب زدگی کے اسباب:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۳۹/۱۹) میں بیان کرتے ہیں:

''جنات انسانوں پر کبھی جنسی خواہش اورعشق کی وجہ سے سوار ہوتے ہیں جیسا کہ انسان کا انسان کے ساتھ ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر دشمنی اور انتقامی جذبے کے تحت ہوتے ہیں، مثلاً کوئی انسان انھیں تکلیف دے یا وہ یہ سمجھیں کہ انسان انھیں جان بوجھ کر پریشان کر رہے ہیں کہ کسی پر پیشاب کر دیا یا کسی پر گرم پانی ڈال دیا یا کسی کو قتل کر دیا، ہر چند کہ انسانوں کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ جنات میں ظلم و جہالت ہوتی ہے اس لیے وہ انسان کو اس سے زیادہ سزا دیتے ہیں جتنی کا وہ مستحق ہے۔کبھی جنات انسانوں پر یوں ہی شرارت کےطور پر سوار ہو جاتے ہیں جیسا کہ احمق قسم کے انسان بھی کرتے ہیں۔''

ہمارا فرض:

جنات بھی انسان کی طرح شریعت کے پابند اور مکلّف ہیں۔اگر جن، انسان

پر جنسی خواہش اور عشق کی وجہ سے سوار ہوا ہے تو یہ فحش کام ہے جسے اللہ نے انسانوں اور جنوں دونوں پر حرام کیا ہے۔ جنات کو ناحق قتل کرنا اُسی طرح ناجائز ہے جس طرح انسان کو ناحق قتل کرنا۔ ظلم بہرحال حرام ہے، کسی کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ دوسرے پر ظلم کرے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۴۲/۱۹) میں کہتے ہیں:

''مقصد یہ ہے کہ اگر جنات انسانوں پر ظلم و زیادتی کریں تو انھیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے باخبر کر کے ان پر حجت قائم کی جائے گی۔ معروف کا حکم دیا جائے گا اور منکر سے روکا جائے گا جیسا کہ انسانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا﴾ [الأنعام: ۱۳۰]

''اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمھارے پاس خود تم میں سے ایسے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟''

جنات چھڑانے کے لیے ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن سے مدد:

انسان کے بدن سے جن نکالنے میں جو چیز سب سے بہتر ہو سکتی ہے وہ ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن مجید ہے۔ ذکر و تلاوت میں سب سے عظیم چیز آیۃ الکرسی کی تلاوت ہے۔ صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے اس پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ (فرشتہ) مقرر کیا جاتا ہے اور صبح طلوع ہونے تک شیطان اس کے

قریب بھی نہیں پہنچتا۔‘‘[1]

شیاطین کو بھگانے میں آیۃ الکرسی غیر معمولی اثر رکھتی ہے۔ اگر صدقِ دل سے ان لوگوں پر آیۃ الکرسی کی تلاوت کی جائے تو شیاطین دفع ہو جاتے اور شیطانی خیالات کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔

معالج کو کیسا ہونا چاہیے؟

معالج کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی ذات پر قوی ایمان اور مکمل بھروسا رکھتا ہو، نیز تلاوتِ قرآن کی تاثیر پر کامل یقین بھی ہونا چاہیے۔ معالج کا ایمان جتنا مضبوط ہوگا اس کا اثر اتنا ہی گہرا ہوگا۔

بسا اوقات ہوسکتا ہے کہ جن نکالنے والا کمزور ہو تو جنات اس کو پریشان کرنے کی کوشش کریں گے، اس لیے وہ بہ کثرت دعا مانگے، جنوں کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرے اور قرآن خصوصاً آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتا رہے۔

جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے:

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاوی (٢٧٧/٢٤) میں رقمطراز ہیں:

’’جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں سے آسیب زدہ علاج کی دو شکلیں ہیں:

اگر جھاڑ پھونک اور تعویذ ایسے ہوں جن کا معنی ومفہوم سمجھ میں آتا ہو اور جن کو آدمی دینِ اسلام کی نظر میں بطور ذکر و دعا پڑھ سکتا ہو تو اس سے آسیب زدہ کو جھاڑ پھونک کیا جا سکتا ہے۔‘‘

صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کی اجازت دی جب تک کہ وہ شرک نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري (٢٣١١)

''تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، اسے چاہیے کہ ضرور پہنچائے۔''[1]

اگر جھاڑ پھونک اور تعویذ میں ایسے الفاظ ہوں جو حرام ہوں، مثلاً اس میں شرک کی بو باس ہو یا جن کے معنی سمجھ میں نہ آتے ہوں تو ایسے الفاظ سے تعویذ بنانا یا منتر پڑھنا کسی کے لیے جائز نہیں، خواہ ان کے ذریعے آسیب زدہ شخص سے جنات کیوں نہ بھاگتے ہوں، کیونکہ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے۔

کچھ لوگ جانور کی قربانی دے کر اس جن سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انسان پر سوار ہو گیا ہے، حالانکہ یہ شرک ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے کسی بھی حرام چیز میں شفا نہیں رکھی۔''[2]

(19) جنات سے محفوظ رہنے اور ان کے شر کو دفع کرنے کے طریقے

جنات سے محفوظ رہنے اور ان کے شر کو دفع کرنے کے کئی طریقے ہیں:

① جنات کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ [حمٓ السجدة: ٣٦]

''اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ

---

[1] صحيح مسلم (٢١٩٩)

[2] السلسلة الصحيحة (٢٨٨١)

مانگ لو، وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔''

② معوذتین کی تلاوت:

امام ترمذی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ جنوں سے اور انسانوں کی نظرِ بد سے مختلف کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین نازل ہوگئیں۔ جب یہ نازل ہوگئیں تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنا لیا اور باقی کو چھوڑ دیا۔''

③ آیۃ الکرسی کی تلاوت:

یہ بھی جنات سے تحفظ کا مسنون نسخہ ہے۔[1]

④ سورت بقرہ کی تلاوت:

ایک صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، جس گھر میں سورت بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے، شیطان اس کے قریب بھی نہیں جاتا۔''[2]

⑤ سورت بقرہ کا آخری حصہ:

ایک صحیح حدیث میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص رات میں سورت بقرہ کی آخری دو آیتیں تلاوت کرے گا وہ

---

[1] صحيح البخاري (٢٣١١)

[2] صحيح مسلم، سنن الترمذي، مسند أحمد، صحيح الجامع الصغير (٧٢٢٧)

اس کے لیے کافی ہو جائیں گی۔‘‘[1]

⑥ ایک کلمہ:

جوشخص سو مرتبہ « لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ » کہے گا، اس کے لیے یہ تسبیحات دس گردنیں آزاد کیے جانے کے برابر شمار ہوں گی اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹائے جائیں گے اور دن بھر یہ تسبیحات اس کے لیے شیطان سے روک بنی رہیں گی، یہاں تک کہ شام ہو جائے اور اس کے اس عمل سے زیادہ افضل کسی کا عمل نہ ہوگا بجز اس شخص کے جو اس سے زیادہ عمل کرے۔[2]

⑦ ذکرِ الٰہی کی کثرت:

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

’’میں بھی تمھیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں، جن کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: سمع (امیر کی بات سننا)، اطاعت، جہاد، ہجرت اور جماعت سے وابستگی۔‘‘[3]

’’میں تمھیں ذکرِ الٰہی کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تعاقب میں دشمن تیزی سے نکلے ہوں اور وہ ایک آہنی قلعے میں آ کر اپنے آپ کو ان سے محفوظ کر لے، اسی طرح بندہ اپنے آپ کو ذکرِ الٰہی

[1] صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن أربعه، سنن الدارمي، مسند أحمد، صحيح الجامع الصغير (٦٤٦٥)

[2] متفق عليه، سنن الترمذي، سنن ابن ماجه، صحيح الجامع الصغير (٦٤٣٧)

[3] صحيح سنن الترمذي (٢٨٦٣)

کے ذریعے ہی شیطان سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔‘‘[1]

⑧ وضو اور نماز:

یہ دونوں چیزیں حفاظت و پناہ کا بہترین ذریعہ ہیں، خصوصاً جب غصہ اور شہوت میں ہیجان پیدا ہو، کیونکہ غصہ اور شہوت کی قوت ابن آدم کے دل میں بھڑکتی ہوئی آگ کے مانند ہے۔ سنن ابی داود وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی کو غصہ آئے تو وضو کر لے۔‘‘[2]

⑨ فضول نظر بازی سے پرہیز کرنا چاہیے:

مسند احمد میں ایک متکلم فیہ سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے روایت کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’نظر شیطان کا زہریلا تیر ہے، جو شخص اللہ کے لیے اپنی نظر نیچی رکھے گا اللہ اسے ایسی حلاوت عطا کرے گا جس کو وہ تادم مرگ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔‘‘[3]

(20) جنات و جادو کا علاج و دم

علاجِ شرعی:

اسلام دینِ فطرت ہے۔ انسانی زندگی کے تمام امور کی راہنمائی ہمیں اسی

---

① صحيح الترغيب (٥٥٢)

② أبو داود (٤٧٨٤)، مسند أحمد (١٨٠١٤)

③ طبراني كبير (١٠/٢١٤)، السلسلة الضعيفة (١٠٦٥)

منشور سے حاصل ہوتی ہے۔ جنات اور جادو کے حوالے سے بھی قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں ہمارے لیے مکمل راہنمائی موجود ہے۔ شیطان و جن کو دفع کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ پر سختی سے قائم رہنا ہے، یہ دونوں چیزیں دین کی بنیاد و صراطِ مستقیم ہیں۔ شرعی علاج یا دم کے لیے درج ذیل تین شرطوں کا وجود ضروری ہے:

① دم، کلام اللہ، اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ الٰہیہ سے کیا جائے۔

② عربی زبان یا کسی دوسری معروف زبان میں ہو، جسے ہر کوئی سمجھ سکتا ہو۔

③ اس بات کا اعتقاد ہو کہ یہ دم بذات خود موثر نہیں، بلکہ تاثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گی۔ جس دم میں یہ تینوں شرائط پائی جائیں، اس کے جائز ہونے پر اجماعِ امت ہے۔

مریض اور معالج دونوں باوضو ہوں۔ اب مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر اور اگر وہ مریضہ ہو تو اس کا اپنا یا کسی محرم کا ہاتھ رکھوا کر اس کے کان کے قریب ہو کر یہ قرآنی آیات و دعائیں ترتیل کے ساتھ پڑھیں:

① «أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ» اور پھر پوری سورۃ الفاتحہ پڑھیں۔

② سورۃ البقرہ کی پہلی پانچ آیات پڑھیں۔

③ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۰۲ بار بار پڑھیں۔

④ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۳ اور ۱۶۴ پڑھیں۔

⑤ آیۃ الکرسی (البقرہ: ۲۵۵) پڑھیں۔

⑥ سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں یعنی ۲۸۵ اور ۲۸۶ پڑھیں۔

⑦ سورۃ آل عمران کی آیت ۱۸ اور ۱۹ پڑھیں۔

⑧ سورت اعراف کی چھے آیات ۱۱۷ تا ۱۲۲ پڑھیں اور ان میں سے یہ آیت: ﴿ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴾ باربار پڑھیں۔

⑨ سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۶۹ کی باربار تلاوت کریں۔

⑩ سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۱ اور ۸۲ پڑھیں، اور یہ کلمات ﴿ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ﴾ باربار پڑھیں۔

⑪ سورۃ المومنون کی آخری چار آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸ پڑھیں۔

⑫ سورۃ الصافات کی پہلی دس آیتیں پڑھیں۔

⑬ سورۃ الاحقاف کی آیت نمبر ۲۹ تا ۳۲ پڑھیں۔

⑭ سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر ۳۳ تا ۳۶ پڑھیں۔

⑮ سورۃ الحشر کی آیت ۲۱ تا ۲۴ پڑھیں۔

⑯ سورۃ الجن کی پہلی ۹ آیات پڑھیں۔

⑰ سورۃ الکافرون پڑھیں۔

⑱ سورۃ الاخلاص پڑھیں۔

⑲ سورۃ الفلق پڑھیں۔

⑳ سورۃ الناس پڑھیں۔

یہ عمل یا دم باربار یعنی آرام آجانے تک کرتے جائیں، پانی پر دم کر کے وہ پانی مریض کو پلایا جائے اور ان آیات کو بکثرت سنا جائے یا ان پر مشتمل کیسٹ بکثرت سنے جائیں، خصوصاً سورۃ الصافات، یٰسین، الدخان اور الجن باربار (روزانہ کم از کم تین بار) سنی جائیں۔ ان شاء اللہ شفاء حاصل ہو جائے گی۔

ایک ضروری وضاحت:

کیسٹ سے قرآن سننے کا عمل بعض اہلِ تجربہ علماء نے ذکر کیا ہے لیکن اگر کوئی خود پڑھ سکتا ہو تو اس کے لیے خود تلاوت کرنا ہی زیادہ باعثِ روحانیت ہے۔ یا پھر اس کا کوئی عزیز پاس بیٹھ کر پڑھا کرے۔ ہاں اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہ ہو تو پھر کیسٹ سننے میں بھی ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کبھی کبھی دم یا علاج کے دوران پہلے چند دنوں تک مریض کی تکلیف میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا گھبرائیں نہیں، سلسلۂ علاج و دعا جاری رکھیں، ایک مہینا پورا ہونے تک یا اس سے پہلے ہی اللہ کے فضل سے تکلیف ختم ہو جائے گی۔

آرام آجانے کے بعد مریض بہ کثرت توبہ و استغفار کیا کرے اور "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھتا رہے۔ نماز و تلاوتِ قرآن کی پابندی کرے اور صبح و شام کے اذکار کو اپنا وظیفہ و معمول بنا لے، اور ہمیشہ باوضو رہا کرے تا کہ اس پر دوبارہ ایسا حملہ نہ ہو۔

(21) شیطان کی تخلیق کا فلسفہ وحکمت

① شیطان بندوں کے لیے فتنہ و آزمایش:

پہلی حکمت یہ ہے کہ شیطان کسوٹی ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنی مخلوق کا امتحان لیا ہے، تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کون اچھا ہے اور کون برا۔ اللہ نے نوعِ انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ مٹی نرم بھی ہے سخت بھی، اچھی بھی ہے بری بھی۔ ابلیس کو کسوٹی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ [آل عمران: ۱۷۹]

''اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو۔ وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا۔''

اللہ کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس نے دارالامتحان یعنی دنیا میں اچھے اور برے تمام لوگوں کو ایک ساتھ رکھا، جب وہ دارالقرار یعنی آخرت میں منتقل ہوں گے تو اچھے اور برے کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر دیا جائے گا۔ اس علاحدگی میں عظیم حکمت مضمر ہے۔

② شیطان سامانِ عبرت:

دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان لوگوں کے لیے سامانِ عبرت بنایا ہے جو اس کے احکام کی مخالفت، اس کی اطاعت سے تکبر اور اس کی نافرمانی پر اصرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسان دونوں کے باپوں کو گناہ میں ڈال کر ان کی آزمایش کی، اِس باپ کو ان لوگوں کے لیے عبرت بنایا جو اپنی غلطی پر اصرار کرتے ہیں اور اُس باپ کو ان لوگوں کے لیے نصیحت بنایا جو گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ اس کے اندر اللہ کی کتنی عظیم حکمتیں اور نشانیاں ہیں۔

③ بندوں کا گناہوں سے ڈرنا:

تیسری حکمت یہ ہے کہ جب فرشتوں اور مومنوں نے ابلیس کی حالتِ زار اور اس کا ملکوتیت کی بلندی سے شیطنت کی پستی کی طرف انحطاط دیکھ لیا تو ان کے دل میں گناہوں کا خوف اور زیادہ مضبوط اور گہرا ہوگیا۔

④ متضاد چیزوں کی تخلیق کے ذریعے کمالِ قدرت کا اظہار:

چوتھی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتوں اور ابلیس اور شیاطین جیسی متضاد چیزوں کو پیدا کر کے اپنی کمالِ قدرت کا اظہار کرنا چاہتا ہے، یہ اس کی قدرت، مشیت اور قوت کی عظیم ترین نشانی ہے۔ وہ آسمان و زمین، روشنی و تاریکی، جنت و جہنم، آب و آتش، سرد و گرم اور طیب و خبیث جیسی متضاد چیزوں کا خالق ہے۔

⑤ شیطان کی تخلیق اللہ کی نشانیوں کے ظہور کا ذریعہ:

پانچویں حکمت یہ ہے کہ جو اللہ کے رسولوں کی مخالف کرے، ان کو جھٹلائے اور ان سے دشمنی رکھے ایسے شخص کی تخلیق سے اللہ کی نشانیاں اور عجیب و غریب قدرتوں کا ظہور ہوا اور ایسی چیزیں وجود میں آئیں جن کا ہونا ان کے نہ ہونے سے اللہ کو زیادہ پسند اور اس کے بندوں کے لیے زیادہ نفع بخش تھا، جیسے طوفان، لاٹھی، یدِ بیضاء، سمندر کا پھٹنا، ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا، یہ اور اسی طرح کی دیگر بے شمار نشانیوں کا ظہور، ان سب نشانیوں کے ظہور کے لیے اسباب کا ہونا ناگزیر تھا۔

⑥ ابلیس کی تخلیق اللہ کے صبر اور حلم و بردباری کا مظہر:

چھٹی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بندوں کے سامنے اپنی بردباری، صبر، نرمی، وسعت، رحمت، اور سخاوت کا اظہار کرے، چنانچہ اس کا تقاضا تھا کہ ایسی مخلوق پیدا کی جائے جو اللہ کے ساتھ شرک کرے، اس کے احکام سے سرتابی کرے، اس کی مخالفت کرنے اور اس کو ناراض کرنے میں کوشاں رہے بلکہ اس کی ہمسری بھی کرنا چاہے اور ان تمام باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کو اچھی اچھی نعمتوں

سے نوازے، اس کو خیر و عافیت بخشے، اس کے لیے مختلف قسم کے اسبابِ راحت فراہم کرے، اس کی دعائیں سنے، اس کی مصیبتیں دور کرے، اور اس کے ساتھ بالکل اس کے برعکس کفر وشرک کے مقابلے میں فضل و کرم کا معاملہ کرے، اس میں اللہ تعالیٰ کی کتنی حکمتیں اور تعریفیں پوشیدہ ہیں۔

ابلیس کے تا قیامت زندہ رہنے کی حکمت:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "شفاء العليل" (ص: ٣٢٧) میں اس کا بڑی وضاحت کے ساتھ جواب دیا ہے۔

بندوں کا امتحان:

چنانچہ علامہ موصوف رحمہ اللہ نے ایک بات تو یہ کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کسوٹی اور آزمایش بنایا ہے جس سے اچھے برے اور دوست دشمن میں تمیز ہو جائے، اسی لیے اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس کو قیامت تک زندہ رکھا جائے تا کہ اس کی تخلیق کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے۔ اگر اس کو مار دیا جاتا تو وہ مقصد فوت ہو جاتا جیسا کہ حکمت کا تقاضا تھا کہ کافر دشمنوں کا وجود دنیا میں تا قیامت رہے۔ اگر انھیں بالکل ختم کر دیا جاتا تو وہ بہت سی حکمتیں بے کار ہو جاتیں جو ان کے زندہ رہنے میں مضمر ہیں۔ چنانچہ جس طرح ان کے بعد ان کی اولاد کا بھی امتحان ہوگا، جو شیطان کی مخالفت اور اس سے دشمنی کرے گا، وہ سعادت سے ہم کنار ہوگا اور جو اس کی موافقت اور اس سے دوستی کرے گا اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔

سابقہ نیک اعمال کے بدلے میں لمبی عمر:

ایک حکمت یہ بھی ہے کہ چونکہ پہلے سے اللہ کے علم و حکمت میں یہ بات تھی

کہ شیطان کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا اور چونکہ وہ اطاعت وعبادت کر چکا ہے تو اللہ نے اس کو اس کی عبادت واطاعت کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا۔ اس طرح کہ اس کو قیامت تک زندگی بخش دی کیونکہ اللہ کسی کو اس کے عمل کی جزا سے محروم نہیں کرتا ہے، جہاں تک بندۂ مومن کا تعلق ہے تو اللہ اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دے گا، لیکن کافر کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں مل جائے گا، آخرت میں اس کے لیے کچھ نہ ہو گا جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے۔

(22) بنی آدم کو ہلاک کرنے میں شیطان کہاں تک کامیاب ہوا؟

شیطان بنی نوعِ انسان کو گمراہ کرنے کے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ تاریخِ انسانیت پر نظر دوڑانے والا یہ دیکھ کر دنگ رہ جائے گا کہ کتنے لوگ گمراہ ہیں اور انھوں نے کس طرح رسولوں علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کو جھٹلا دیا اور اللہ کا انکار کر دیا اور اس کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک ٹھہرایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّ مَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [المومنون: ٤٤]

''پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے، جس قوم کے پاس بھی اس کا رسول آیا اس نے اسے جھٹلا دیا اور ہم ایک کے بعد ایک قوم کو ہلاک کرتے چلے گئے، حتیٰ کہ ان کو بس افسانہ ہی بنا کر چھوڑا، پھٹکار ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے۔''

عصرِ حاضر میں ہم جہاں کہیں دیکھیں ہر جگہ شیطان کے ماننے والوں کا شور

سنائی دے گا۔ وہ شیطان کا جھنڈا اٹھائے اس کے افکار ونظریات کی تبلیغ کر رہے ہیں اور اللہ کے نیک بندوں پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں۔ شیطان اپنے مقصد کے حصول میں کہاں تک کامیاب ہوا؟ اس کا پتا اس بات سے چلتا ہے:

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ وہ اپنی ذریت میں سے جہنمی جماعت کو الگ کریں، جب حضرت آدم اس جماعت کی تعداد کے متعلق پوچھیں گے تو اللہ فرمائے گا کہ ننانوے جہنم میں ایک جنت میں۔''[1]

انسان کے عوامل کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس کے بارے میں شیطان کا خیال صحیح ثابت ہو، یعنی وہ اپنے دشمن کی اطاعت کرے اور اپنے رب کا نافرمان ہو جائے۔

ہلاک ہونے والوں کی اکثریت سے دھوکا نہ کھایا جائے:

عقل مند انسان کو ہلاک ہونے والوں کی اکثریت سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ اللہ کے میزان میں اکثریت کا کوئی اعتبار نہیں، اعتبار صرف حق کا ہے، خواہ حق پرستوں کی تعداد اقلیت میں ہی کیوں نہ ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور حضرت محمد ﷺ کو اپنا رسول مانتے اور جانتے ہیں۔ دل سے مان کر، زبان سے بول کر، ہاتھ سے لکھ کر، حق پر عمل کر کے اور سب سے پہلے اللہ کے دربار میں سربسجود ہو کر اور اس کے دین پر عامل بن کر آپ بھی حق پرستوں میں شامل ہو جایئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا

[1] صحيح البخاري (٦٥٢٩)

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿208﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾

[البقرة: ۲۰۸، ۲۰۹]

''اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے جو صاف صاف ہدایات تمھارے پاس آچکی ہیں اگر ان کو پالینے کے بعد پھر تم نے لغزش دکھائی تو خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے۔''

شیطان سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے ایمان کو مضبوط بنائے، اپنے رب تعالیٰ سے پناہ طلب کرے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس نہ اس کی طاقت ہے اور نہ وہ اسے پناہ دے سکتا ہے۔ ایمان کا مضبوط ہونا نہایت ہی ضروری ہے، کیوں کہ ایمان کے بغیر اچھے اعمال ایسے درخت کی طرح ہیں جو بے ثمر ہیں یا ان پھولوں کی طرح ہیں جن میں خوشبو نہیں۔ ہر ذی نفس کو ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے اور اپنے اعمال کا بدلہ ضرور ملنا ہے۔

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ [آل عمران: ۱۸۳]

''ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔''

ہمیں اپنا محاسبہ خود کرنا چاہیے اس سے پہلے کہ ہمارا حساب لیا جائے۔ نماز کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ نمازوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ جو بھائی، بہنیں اور بیٹے، بیٹیاں نمازوں کی پابندی نہیں کرتے ہیں اللہ کے واسطے وہ نمازوں کی پابندی کریں، اس سے پہلے کہ ان کی نماز پڑھی جائے۔ انسان کی زندگی تو فانی ہے اسے اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اچھے برے اعمال کا حساب دینا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾ [التحريم: ٦]

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

انسان کی آخری منزل اس کی قبر ہے۔ اس بات سے ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ اس پر ہمیں غور وفکر کرنا چاہیے:

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
طے کر رہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

دنیا بنی ہے جب سے لاکھوں کروڑ آئے
باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے

یہ عالی شان بنگلے کچھ کام کے نہیں ہیں
دو گز کفن کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے
انجام سے تو اپنے کیوں اتنا بے خبر ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کرے جو پورے طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ آمین۔

مجھے امید ہے کہ میری یہ کتاب آپ قارئین حضرات کے لیے استفادہ و پسندیدگی کی باعث بنے گی۔ میں نے یہ کتاب اپنے دادا ذکاء اللہ رحمہ اللہ، محمد مرسلین رحمہ اللہ (خسر)، رقیہ بیگم رحمہا اللہ (ساس صاحبہ) اور والدہ صاحبہ سعیدہ بیگم علیہا السلام کے صدقہ جاریہ کے لیے مفت تقسیم کرنے کی خواہش کی ہے۔ آپ قارئین حضرات سے دعا کی التجا ہے۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انھیں جزائے خیر سے نوازے اور ان کی مغفرت کرے، ان کی بشری کوتاہیوں کو معاف کرے اور انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ہمیں اور ہمارے معاونین اور تمام دوست و احباب و اہلِ خاندان کے لیے دنیا و آخرت کی نجاح وفلاح کا ذریعہ بنائے۔آمین یا رب العالمین

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى عَبْدِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ
اُمِ عابد نسیم
الثقبہ۔الخبر ،سعودی عرب

جنات و جادو کے اثرات سے نجات لیے قرآنی آیات

مریض اور معالج دونوں باوضو ہوں۔ اب مریض کے سر پر ہاتھ رکھ کر اور اگر وہ غیر محرم ہو تو اس کے کسی محرم ہاتھ رکھوا کر اس کے کان کے قریب ہو کر یہ قرآنی آیات و دعائیں ترتیل کے ساتھ پڑھیں:

1. ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَ نَفْثِهٖ،
﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝2 اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝3 مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝4 اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝5 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝6 صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝7 ﴾ [الفاتحة:١-٧]

2- ﴿ الٓمّٓ ۝1 ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝2 الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝3 وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝4 اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝5 ﴾ [البقرة:١-٥]

3- ﴿ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هٰرُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ

اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ
وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا
يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿102﴾ ﴾

[البقرة: ١٠٢] بار بار پڑھیں۔

4- ﴿ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿163﴾ اِنَّ فِىْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِىْ تَجْرِىْ فِى
الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِيْفِ
الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴾

[البقرة: ١٦٣-١٦٤]

5- ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا
فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ
عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا
يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ ﴾ [البقرة: ٢٥٥]

6- ﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟
وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿285﴾ لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا

حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ﴾ [البقرة: ۲۸۵ـ۲۸۶]

7- ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۗ
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا
اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا
بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ ﴾
[آل عمران: ۱۸ـ۱۹]

8- ﴿ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾
فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا
صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ
مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ﴾ [الأعراف: ۱۱۷ـ۱۲۲] ﴿ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴾
کو بار بار پڑھیں۔

9- ﴿ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا
يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ ﴾ [طٰهٰ: ۶۹] بار بار تلاوت کریں۔

10- ﴿ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ﴾ [يونس: ۸۱ـ۸۲] ﴿ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ﴾ بار بار پڑھیں۔

11- ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى
اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

الْكٰفِرُوْنَ ﴿117﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿118﴾ ﴾
[المومنون: ١١٥_١١٨]

12- ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿1﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿2﴾
فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿3﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿4﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿5﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ﴿6﴾ وَحِفْظًا مِّنْ
كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿7﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ
جَانِبٍ ﴿8﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿9﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ
شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿10﴾ ﴾ [الصافات: ١_١٠]

13- ﴿ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿29﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ
اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ
اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿30﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ
يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿31﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ
دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿32﴾ ﴾ [الأحقاف: ٢٩_٣٢]

14- ﴿ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿33﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿34﴾
يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿35﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿36﴾ ﴾ [الرحمٰن: ٣٣_٣٥]

15- ﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿21﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ﴿22﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿23﴾ هُوَ
اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿24﴾ ﴾ [الحشر: ٢١-٢٤]

16- ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ
الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿1﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ
نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿2﴾ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا
وَلَدًا ﴿3﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿4﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ
تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿5﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ
يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ﴿6﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ
اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ﴿7﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا
شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ﴿8﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ
الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿9﴾ ﴾ [الجن: ١-٩]

17- ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿1﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا
تَعْبُدُوْنَ ﴿2﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿3﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿4﴾
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿5﴾ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿6﴾ ﴾

[الكافرون: ١-٦]

18- ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿1﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿2﴾
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿3﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿4﴾ ﴾

[الاخلاص: ١-٤]

19- ﴿ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝1 مِنْ شَرِّ
مَا خَلَقَ ۝2 وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝3 وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ
فِى الْعُقَدِ ۝4 وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝5 ﴾ [الفلق:١-٥]

20- ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝1 مَلِكِ النَّاسِ ۝2 اِلٰهِ النَّاسِ ۝3 مِنْ
شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝4 الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝5
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝6 ﴾ [الناس:١-٦]

اس کتاب کی طباعت واشاعت میں ہمارے ساتھ

ہمارے دوست انجینئر محمد نسیم حفظہ اللہ ولد محمد مرسلین رحمہ اللہ

(الخبر، سعودی عرب، بحرین، منشی پورہ، مئو، انڈیا)

نے اپنے مرحوم والدین غفر اللہ لنا و لھما

اور اہلیہ مرحومہ عابدہ نسیم رحمہا اللہ بنت ڈاکٹر عبدالماجد لاری حفظہ اللہ

کے صدقہ جاریہ کیلئے تعاون کیا ہے۔

غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَلَہٗ وَلِوَالِدَیْنَا وَلِوَالِدَیْہِ وَزَوْجَتِہٖ

وَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

ابو عدنان محمد منیر قمر

Insaan Ka Sab Se Bada

DUSHMAN KAUN ?

Tawheed Publications

#43, S.R.K. Garden, BENGALURU-41

Email : tawheed_pbs@hotmail.com

khanmr1977@gmail.com

Read "Tawheed Publications" books for authentic information about ISLAM

URDU

84